

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 24 جون 2010ء بمقابلہ 11 ربیعہ 1431ھ بروز جمعرات بوقت دوپہر 12 بجھر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سید مطیع اللہ آغا، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہاں، کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز با قاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

وَأَنْفَقُوا مِنْ مَا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدٌ كُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولُ رَبِّ لَوْلَا
آخَرُ تَنَبَّى إِلَى أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَدَّقَ وَأَكُنْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنِ
يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَيْرٌ بِمَا
تَعْمَلُونَ ۝ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ -

(﴿ بارہ نمبر ۲۸ سورۃ المناقوفون آیت نمبر ۰، ایتا ۱۱ ﴾)

ترجمہ: اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آ جائے تو کہنے لگے اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔ اور جب کسی کا مقررہ وقت آ جاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں دیتا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔ وَمَا عَلَمَنَا إِلَّا أَبْلَاغَ۔

جناب قائم مقام سپکر: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ وَقَهْ سوالات۔

میرا سداللہ بلوچ (وزیر راعت): جناب سپکر اگر اجازت ہو؟

جناب قائم مقام سپکر: جی۔

وزیر راعت: مہربانی جناب سپکر صاحب! آج ایک ایسے issue پر میں بات کرنا چاہتا ہوں جو پورے بلوچستان اور اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے تمام معزز ارکین اسمبلی بشوں آپ، تحریک انصاف کے سربراہ عمران خان نے پریس کانفرنس کر کے ہماری اس اسمبلی کی، اسکے مینڈیٹ کی، عوامی جو مینڈیٹ تھا اُس کی توہین کرتے ہوئے بلند و بالگ اس بات پر وہ تھکنے نہیں کہ بلوچستان کی یہ اسمبلی بالکل غیر جمہوری غیر آئینی ہے۔ اور اس اسمبلی کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ یہ اسمبلی توڑ کر نئے الیکشن کرائے جائیں۔ تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ جمہوری عمل جو فروری میں ہوا، اُس جمہوری عمل میں بلوچستان کے تمام غیور عوام نے اپنا حق رائے دہی استعمال کیا۔ اُس حق رائے دہی استعمال کرنے کے بعد آج جتنے معزز ارکین اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ سارے ہمارے لئے بلوچستان کے عوام کیلئے قابل قدر ہیں۔ اگر کوئی ان الفاظ سے انکو نوازا جاتا ہے کہ بلوچستان میں الیکشن نہیں ہوئے ہیں یہ عوام کے نمائندے نہیں ہیں۔ جناب سپکر! ہمارے بلوچی میں کہتے ہیں ”ہمارے ہماکار“۔ اسکا معنی یہ ہے کہ ”جو بندہ جس کسب سے تعلق رکھتا ہے اُسکے بارے میں وہ جانتا ہے“، عمران خان صرف کرکٹ کے متعلق جان سکتا ہے، باقی بلوچستان اور اس کے عوام کے بارے میں انکو کوئی پتہ نہیں ہے کہ بلوچستان کے کتنے ڈسٹرکٹس ہیں؟ اگر ان سے یہ پوچھا جائے کہ بلوچستان ہے کہاں؟ اُنکے کتنے ڈسٹرکٹس ہیں۔ تو کوئی نہ صرف وہ جان سکتا ہے باقی انکو معلومات نہیں ہیں۔ اس لئے میں اس فلور اور بلوچستان اسمبلی کے جتنے ممبرز ہیں اُنکی نمائندگی کرتے ہوئے آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ رولنگ دے دیں، عمران خان کو یہاں بلا میں تاکہ آئندہ کیلئے کوئی یہ جرأت نہ کرے کہ بلوچستان کے عوام کے مینڈیٹ کی توہین کر سکے۔ (ڈیک بجائے گئے)

جناب سپکر صاحب! Thank you

جناب قائم مقام سپکر: جی جعفر صاحب!

شیخ جعفر خان مندو خیل: شکریہ جناب! اسد صاحب نے جوابات کی، اُس دن بھی ہم یہ کہنا چاہتے تھے لیکن پونکہ بجٹ speech تھی اس وجہ سے ہم نہیں کر سکے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ عمران خان نے نہ صرف بلوچستان اسمبلی کی توہین کی ہے، بلوچستان اسمبلی بلوچستان کے تمام عوام کی نمائندہ ہے بلکہ بلوچستان کے عوام کی توہین کی ہے۔ اسکے اوپر آپ سخت نوٹس لیں اور اُسکی قابلیت کے مطابق اُسکو اس اسمبلی میں بلا میں اور اُسکو جوابدہ کیلئے

پیش کیا جائے کہ وہ کوئی کام ہے جو دوسری اسمبلیوں سے بلوچستان اسمبلی کا کم ہے۔ ایک تو میں اسکی بالکل تائید کرتا ہوں۔ میں پہلے دن بجٹ کا تھا لیکن بجٹ میں صرف آپ کا ایجنسڈا ہوتا ہے بجٹ پیش کرنا اور کچھ نہیں کر سکتے تھے ایجنسڈے کے خلاف نہیں۔ ایک دوسری چیز کہ حقوق بلوچستان کا آغاز و فاتح گورنمنٹ نے کر دیا ہے۔ اور اسمبلی انہوں نے show کیا ہوا ہے کہ ہم بلوچستان کو اتنا دے رہے ہیں، اتنا دے رہے ہیں، اتنا دے رہے ہیں وہ تو اپنی جگہ پر۔ لیکن بلوچستان کی جو tribal agencies ہیں۔ جس میں ژوب، قلعہ سیف اللہ، موسیٰ خیل، والبندیں، نوشکی، ڈیرہ گلی، مری، کوہلو، اور الائی اور بارکھان شامل ہیں یہ سب انکمٹکس سے مستثنی تھے۔ فٹاٹ کے تحت جو آتے تھے۔ اس سال انہوں نے انکے اوپر انکمٹکس لا گو کیا ہے۔ میرے پاس تمام ایریا کے لوگ آئے ہوئے ہیں کہ بابا ہم لوگوں نے already کام لیا ہوا ہے اور یہ بھی اسمبلی آرڈر کیا ہوا ہے کہ پرانا بھی وصول کرو retrospective۔ دنیا کا کدھری بھی کوئی قانون نہیں ہے کہ آپ پرانا اُس سے وصول کریں۔ کیونکہ قانون کے تحت اسکو ایک معافی ملی ہے ایک رعایت ملی ہے۔ اب انہوں نے آرڈر کیا ہے کہ نیا بھی لا گو کرلو اور پرانا بھی وصول کرلو۔ چیف منستر صاحب کی توجہ میں اس طرف مبذول کراو نگا کہ فناں ڈویژن سے یا اسلام آباد کے فناں سیکرٹری سے یا ایڈ وائزر سے اس سلسلے میں اگر وہ kindly میں کاغذ بھیجا دوں گا، پہنچا دوں گا kindly contact کر لیں۔ یہ تقریباً 13 اضلاع ہیں میں سمجھتا ہوں یہ بھی آدھا بلوچستان ہیں۔ یہ فیڈرل انکمٹکس سے مستثنی تھے اور پرانشل کے پر اپنی ٹکیس انکے اوپر نہیں ہے۔ آج بھی ہم نے نہیں لگایا ہے۔ لیکن وفاتی گورنمنٹ نے اس بجٹ میں جو لا گو کیا ہے میں سمجھتا ہوں یہ سراسر ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے اور وہ جو پہلے ہی غربت سے مر رہے ہیں یا تباہ حال ہیں۔ ایکسیز کا حال بقا یا بلوچستان سے بھی بدتر ہے۔ تو وہ اور اس سے دباؤ میں آئیں گے۔ اور بتایا بھی انکا حال ختم ہو جائیگا۔ Thank you very much۔ جی۔ چیف منستر کے نوٹس میں سر! آپ کو کاغذ بھی پہنچا دوں گا جو انہوں نے آرڈر کیا ہوا ہے۔ Thank you

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔ جی ہو گیا۔ پیر صاحب!

پیر عبدالقادر گیلانی: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جناب سپیکر! میں اسد بلوچ صاحب کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ اور عمران خان صاحب جو پچھلے کئی عرصے سے انہوں نے ایک language شروع کی ہوئی ہے اُن پر انکو قابو رکھنا چاہیے۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ نمائندہ اسمبلی نہیں ہے۔ اُنکی اور انکی پارٹی میں اتنی قابلیت نہیں کہ وہ ایک سیٹ جیت سکیں۔ وہ اپنی سیٹ جزل مشرف کے بل بوتے پر جیت کے آئے ہیں۔ آج وہ مشرف کے خلاف بات کرتے ہیں، پیپلز پارٹی، ہر ایک کے خلاف۔ جب وہ اُنکو support کر رہے تھے اس وقت انہیں سمجھنہیں آیا

کہ یہ غلط تھا جب انہیں وزیر اعظم کی کرسی یا زیادہ سٹیننگ میں ملیں تب وہ یہ سمجھا کہ مشرف اچھا نہیں ہے اور ریفرنڈم کے اندر جوانہوں نے ہزاروں، لاکھوں ووٹ ڈلوانے کی کوشش کی اور ووٹ ڈلوائے اس وقت انہیں خیال نہیں آیا۔ یہ اس اسمبلی کا استحقاق انہوں نے مجروح کیا ہے اس اسمبلی کے ممبران کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ میری اپنے ساتھیوں سے یہ درخواست ہے کہ ہم ایک تحریک استحقاق اُنکے خلاف move کریں۔ اُن کو تو اتنا بھی پتا نہیں ہے کہ بلوچستان میں کتنے اضلاع ہیں۔ ٹی وی پر اثر و یو میں وہ کہتے ہیں کہ جی بلوچستان کے اندر اپوزیشن ہے ہی نہیں۔ بجٹ کے اوپر تنقید میں انہوں نے کہا جی بجٹ کے اندر کافی خامیاں ہیں اُنکے اوپر ہم ایک سو باون 152 ارب روپے آج تک کھی ملا ہے؟ ٹیک ہے بجٹ کے اندر کافی خامیاں ہیں اُنکے اوپر ہم بات کریں گے۔ ان کو تو یہ بھی پتا نہیں ہے کہ بلوچستان اسمبلی میں اپوزیشن ہے یا نہیں۔ وہ کہتے ہیں جی ایک ممبر ہے اپوزیشن کا وہ بھی دئی میں بیٹھا ہوا ہے دوسال ڈھانی سال سے نہیں آیا ہے۔ انہیں پہلے اپنی انفارمیشن صحیح کرنی چاہیے۔ اور اگر انہوں نے اس اسمبلی کے خلاف بات کرنی یا کسی کے خلاف تو پہلے سٹیننگ جیت کر آئیں پھر بیٹھ کر مخالفت کریں۔

Thank you very much Sir

جناب قائم مقام سپیکر: ہو گیا، ہو گیا بس بات ہو گئی۔ ہو گیا بس بات ہو گئی۔ اسی بات سے related ہے۔ وقفہ سوالات کے بعد پھر بات کریں۔ جی محترمہ روینہ عرفان صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ روینہ عرفان: جی جناب سپیکر!

جناب قائم مقام سپیکر: تشریف رکھیں مشرف فناں آپ! تشریف رکھیں۔ مشرف فناں۔ تشریف رکھیں (ڈیک بجائے گئے) جی روینہ عرفان صاحبہ! اپنا سوال نمبر پکاریں۔۔۔ (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور) آپ تشریف رکھیں مشرف فناں، تشریف رکھیں، تشریف رکھیں، تشریف رکھیں no point of order (مداخلت۔ مائیک بند۔ شور)

.....

جناب قائم مقام سپیکر: جی روینہ عرفان صاحبہ!

محترمہ روینہ عرفان: جناب سپیکر! 177 Question No

☆ 177 محترمہ روینہ عرفان:

کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں رجسٹر ڈائین جی اوز کی تعداد اسقدر ہے۔ تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعض این جی اوز جن کی رجسٹریشن سماجی خدمات کے منشور کے تحت عمل میں لا تی گئی

ہے۔ وہ اس کے برعکس سیاسی بلیک میلنگ اور سیاسی عمل میں ملوث ہیں۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی این جی اوز کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں ان کی رجسٹریشن کی منسوخی کا عمل بھی شامل ہے اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے؟

وزیر سماجی بہبود:

(الف) محکمہ سماجی بہبود صوبائی حکومت کے ان تین محکموں میں سے ہے جو این جی اوز کی رجسٹریشن کرتے ہیں۔ محکمہ سماجی بہبود کے پاس رجسٹرڈ این جی اوز رضا کارانہ سماجی بہبود تنظیمات کے نام سے جانی جاتی ہیں اور ان کی رجسٹریشن 1961ء کے آڑڈنیس برائے رجسٹریشن اور کنٹرول سماجی بہبود تنظیمات کے تحت کی جاتی ہے۔ اس وقت کل 1414 سماجی بہبود کی تنظیمات رجسٹرڈ ہیں۔ آڑڈنیس ہذا کی لسٹ-Anex-I اور رجسٹرڈ سماجی بہبود تنظیم کی لسٹ-Anex-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئیں۔ محکمہ ہذا نے یو این ڈی پی کے تعاون سے این جی اوایم آئی ایس قائم کیا ہے۔ مستقبل قریب میں اس میں تمام تر 1414 سماجی بہبود تنظیمات کی تفصیلات دستیاب ہوں گی۔ این جی اوایم آئی ایس تک رسائی بذریعہ www.ngomsibal.org کی جاسکتی ہے۔ صوبائی حکومت کے دوسرے محکمہ جات جو این جی اوز کی رجسٹریشن کرتے ہیں ان میں محکمہ صنعت و حرفت اور محکمہ زراعت و کوآپریٹیو زشامل ہیں۔ محکمہ صنعت و حرفت سوسائٹیز رجسٹریشن ایکٹ 1861ء اور محکمہ امداد باہمی سوسائٹیز ایکٹ 1925ء اور رولز 1927ء کے تحت این جی اوز کا اندرج کرتے ہیں۔ فی الواقع محکمہ سماجی بہبود کے پاس ان این جی اوز کی تفصیل موجود نہیں ہیں۔

(ب) اس نوعیت کی کوئی بھی شکایت تاحال محکمہ سماجی بہبود کے پاس درج نہیں کرائی گئی ہے۔

(ج) اگر کہیں اس نوعیت کی کوئی بھی شکایت محکمہ ہذا کو موصول ہوئی تو چنان ہیں کے بعد آڑڈنیس 1961ء اور اس کے تحت مردجہ ضوابط کے تحت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

محترمہ روپینہ عرفان: جناب پیکر! میں اپنے آنراہیبل منشر سے ایک ضمی سوال یہ پوچھنا چاہو گی ہمارے منظر صاحب بالکل صحیح کہہ رہے ہیں۔ first یہاں One thousand four hundred and fourteen رجسٹرڈ این جی اوز ہیں۔ مگر جناب پیکر! آپکی اپنی ہی لابریری میں، اس معزز ایوان ہی کی لابریری میں One thousand four hundred and fourteen جو کہ ایک ٹیکنیکل غلطی ہے جو میں آج One thousand four hundred and forty four ۔

آپکے ایوان سے اور یہ معزز ممبران جو بیٹھے ہیں انکے توسط سے یہاں لکھا ہے کہ یہاں این جی اوز سیاسی کاموں میں ملوث نہیں ہیں یہ سیاسی کام نہیں کرتیں صرف بلوچستان کی ومدن، چالندز سینیٹیشن کے اوپر یہ کام کرتی ہیں۔ بالکل میں اپنے آزادی بل منسٹر کے جواب سے مطمئن ہوں۔ مگر جناب پیکر! آج سوال اسی اسمبلی سے دو منٹ پہلے، یہی این جی اوز، آج جو عمران خان کی بات ہو رہی ہے، انہوں نے ہماری اسمبلی کی عزت کو کاپاہماں کیا ہے۔ عمران خان کی یہ تحریک انصاف بھی ایک این جی او ہے، جو ہمارے ایک Member of the Provincial Assembly کے خلاف اخباروں میں بیانات دے رہی ہے۔ یہ ایک این جی اوز کا کام ہے جناب پیکر! اور یہاں لکھا ہوا ہے کہ این جی اوز سیاسی کام نہیں کر رہی ہیں اور اُنکے علم میں نہیں ہے۔ جناب پیکر! پہلے تو ایک ٹینکیل غلطی، دوسری بات جناب پیکر! اس اسمبلی کے توسط سے آپکو اگر یاد ہو پچھلے ادوار میں ایک ایسی این جی اوز بلوچستان میں، جو بلوچستان کی ایک فلمی ڈاکو مینٹری یہاں سے فرانس لے گئی۔ اور وہاں اس نے اس ڈاکو مینٹری فلم کو لاکھوں فریٹکس کی مدد میں بیجا۔ اُس ڈاکو مینٹری فلم میں بلوچستان کی خواتین پر ظلم، ہمارے ٹرانسلی اور ٹچیر، ہمارے کلچر کو پاہماں کیا گیا۔ بلوچستان کے بلوچ اور پشتون عتیور عوام جو یہاں رہتے ہیں اُنکی عزت کو اُچھالا گیا کہ یہ اپنی عورتوں کی عزت نہیں کرتے اُن پر ظلم کرتے ہیں یہ بلوچستان میں ایجوکیشن کی فروغ کیلئے کام نہیں کرتے۔ بلوچستان کی اندر ورنی فلمنگ کی گئی۔ جناب پیکر! میں اس ڈیپارٹمنٹ سے پوچھنا چاہتی ہوں آج اُسی این جی او کے سربراہ آپکے ہمسایہ ملک میں بیٹھے عیش و آرام کی زندگی گزار رہے ہیں۔ آج وہ این جی اوز کہاں ہے جو ہمارے ایک ڈسٹرکٹ میں انہوں نے اخبار میں دکھا دیا کہ یہاں پر تو قحط سالی ہے لوگ مر رہے ہیں لوگوں کے ڈھانچے زمینوں پر پڑے ہوئے ہیں۔ اخباروں میں بھیڑ بکریوں کے ڈھانچے دکھائے گئے۔ میں خود جناب پیکر! اگر آپ کو یاد ہے، کوئی سے، ہماری جو پچھلے ادوار کی گورنمنٹ تھی، یہاں سے پانچ ٹرک اناج جسمیں آٹا، تیل، گھنی اور کئی قسم کی دالیں میں وہاں لے گئی تھیں۔ میں نے تو وہاں نہیں دیکھا کہ ایسا کچھ ہوا ہو۔ جناب پیکر! میں آپکے توسط سے اور اس اسمبلی کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گی کہ ہمارے آزادی بل منسٹر جو اس وقت بیٹھے ہیں اُنکے جواب سے بالکل میں مطمئن ہوں۔ ایسی این جی اوز جو آج One thousand four hundred and forty four hundred and forty four hundre and one thousand four hundred and forty four ہے تو معلوم ہی نہیں ہے۔ آپکے یہاں اس سوال میں لکھا ہوا ہے کہ اُنکی تعداد معلوم ہی نہیں ہے۔ جناب پیکر! قرآن شریف میں ذکر ہے کہ ایک ایسا وقت آیا گا ”یا جو ج ماجون“ یہ این جی اوز وہی یا جو ج ماجون ہیں جو کام کر رہی ہیں یہاں بلوچستان کی پروگریسو اور ترقی کے خلاف۔ بلوچستان کے کلچر کے خلاف۔ بلوچستان ٹرانسلی کلچر

کے خلاف۔ اسکے لئے اس اسمبلی کے توسط سے ایک کمیٹی بنائی جائے۔ تمام این جی اوز جو 1444 ہیں۔ اور جو also ایگر لیکھ اور کامرس میں بھی انکی رجسٹریشن ہوئی ہے جو انکو ابھی تک معلوم نہیں ہے۔ ان کو کینسل کیا جائے۔ یہاں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ کیونکہ آپ کو اگر معلوم ہے جناب سپیکر! اور اس اسمبلی کو میں آگاہ کرنا چاہوں گی کہ کیری لوگر بل جناب سپیکر! ایک بہت بڑا issue تھا۔ آج جو فاران انسٹی ٹیشن پروگرام ہے جو کروڑوں، اربوں اور کھربوں روپے پاکستان آرہے ہیں اور آنا شروع ہو گئے ہیں، کیری لوگر بل میں اور اس میں واضح طور پر کہا گیا کہ یہ فنڈ ذہر دایں جی اوز خرچ ہوئے۔ جناب سپیکر! اگر ہم یا جو جو ماجونج کو ابھی سے کنٹرول نہیں کریں گے تو یہ ہمارے کلچر، ہمارے ٹرانسل کلچر اور ہمارے جو سیاسی لوگ ہیں انکی بے عزتی نہیں بلکہ ہمارے جو سردار، نواب، جو صدیوں سے یہ کلچر چلا آ رہا ہے، یہ تو ہماری دھیان اڑادیں گے۔ خود جا کر ایک فلم یا ڈاکومیٹری فلم بنائے باہر بیٹھ جاتے ہیں اور اپنی عزت کا تو انہیں، میں کہہ نہیں سکتی، مگر ہمارے بلوچستان کے کلچر کو ہماری عزت، ہماری بقاء، ہمارے بلوچستان کیلئے سب سے بڑی بات ہے۔ ہماری عزت سب سے پہلے ہے۔ جناب سپیکر!

آپکے توسط سے آپ اسوقت Custodian of the House ہیں۔ ایک کمیٹی بنائی جائے۔ سب سے پہلے ان تمام این جی اوز کو ان کے جتنے بھی لائسنس ہیں انکو منسون کر دیا جائے تاکہ جو کیری لوگر بل سے تمام فنڈز بلوچستان میں آئیں گے انہی این جی اوز کے توسط سے کل کو پھر ہم یہ نہ کہیں کہ ہمیں معلوم نہیں تھا وفاق نے ہمارے ساتھ یہ نا انصافی کی۔ ہم بلوچستان کے لوگ پسمند ہیں۔ جناب سپیکر! اسی لئے میں آج آپ کے توسط سے اس اسمبلی میں آپ کو آگاہ کر رہی ہوں کہ کیری لوگر بل میں جتنے فنڈز آئیں گے وہ ذہر دایں جی اوز جائیں گے۔ ایک کمیٹی بنائی جائے اور ان تمام این جی اوز کے لائسنس منسون کئے جائیں اور ایسی کمیٹی جو ہر ضلع میں جو ڈسٹرکٹس ہیں ان میں کام کر رہی ہو اور وہ وہاں یہ دیکھے کہ واقعی یا این جی اوز سینیٹیشن پر کام کر رہی ہیں، وہ میں اینڈ چائلڈ پر کام کر رہی ہیں یا پانی پر کام کر رہی ہیں۔ ہیئتھ پر کام کر رہی ہیں۔ ایک انکاسروے کیا جائے۔ مگر جناب سپیکر! آزادی بل منسٹر بیباں بیٹھے ہیں آپ ان سے بھی پوچھ لیں کہ واقعی ایسی این جی اوز ہیں انکو معلوم ہے یا نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بالکل صحیح ہے۔ جی نسٹر صاحب!

میر محمد اصغر رند (وزیر سماجی بہبود): شکریہ جناب سپیکر! ایک تو میدم صاحبہ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے بلوچستان اسمبلی کی تاریخ میں لمبا ترین ضمنی question کیا ہے جو کہ پانچ سے دس منٹ تک جاری رہا۔ سپیکر صاحب! جہاں تک ٹینکنیکل یا پرنٹ کا مسئلہ ہے کہ 1414 میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تعداد ہے این جی اوز کی یہ

تو پرنٹ کی وجہ سے ہے۔ تقریباً ایک ہزار چار سو چوالیس۔ اور ایک ہزار چار سو چودہ یہ تو misprint ہوا ہے انشاء اللہ اسکی correction کرتے ہیں۔ جہاں تک میڈم صاحب کے سوال کا جو part-B ہے این جی اوز کا تعلق سیاسی جماعتوں سے یا سیاسی کردار سے۔ تو سپیکر صاحب! میں سمجھتا ہوں کہ بالکل جو این جی اوز ہمارے پاس آتی ہیں اپنے آپ کو رجسٹر کرتی ہیں تو اپنے منشور میں یا اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھتی ہیں کہ وہ سیاست میں ملوث ہیں یا اسی سماج میں یا اس معاشرے میں سیاست کرتی ہیں۔ لیکن عملی طور پر یقیناً میڈم کی یہ بات صحیح ہے کہ وہ سیاست میں بالکل ملوث ہیں۔ جس طرح ہمارے دوسرے ڈیپارٹمنٹس کے ملازمین ہوتے ہیں ہیلائٹ، ایجوکیشن تو یہ تو ایک حقیقت ہے تو اس حوالے سے جو رجسٹریشن کیلئے ہمارے پاس آتی ہیں تو ہمارے پاس کوئی قانون نہیں ہے۔ البتہ کوئی اپنا نام نہ یا عوام شکایت کریں کوئی پروف دیدیں تو پھر ہم کارروائی کر سکتے ہیں۔ جہاں تک انکی cancelation کا تعلق ہے تو ایک ہزار چار سو چوالیس این جی اوز ہیں جو بلوچستان میں ہیں۔ لیکن ان میں سے جو بڑی این جی اوز جن کو ہم مگر مجھ کہہ سکتے ہیں جو مرکزی حکومت کے ادارے ہیں وہ تو ہمیں پوچھتے تک نہیں۔ وہ اپنے حوالے سے آتے ہیں یا انکی جو کارروائی ہوتی ہے فنڈنگ ہوتی ہے اپنے طور پر آتے ہیں یا کنسٹرکشن کرتے ہیں پسیے ہوتے ہیں۔ تو وہ ہمارے دسترس سے دور ہیں۔ جس طرح بلوچستان حکومت ہماری بلوچستان اسمبلی سے ایک قرارداد وہاں جاتی ہے کوئی پوچھتا نہیں تو same یہی طریقہ ہے۔ کیونکہ ہم بلوچستان حکومت کے ڈیپارٹمنٹ ہوتے ہوئے ہماری وہاں کچھ شنوائی نہیں ہوتی ہے۔ تو جس طرح میڈم صاحب نے ایک تجویز دی میری بھی یہی تجویز ہے کہ جو مرکزی اداروں کی جتنی بھی این جی اوز ہیں ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ بیہاں آکر بلوچستان حکومت، سو شل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ ان سے consult کر کے ان سے میئنگ کر کے ان سے مشاورت کر کے تو پھر اپنا پروگرام ان علاقوں کو دیدیں۔ تو بہترین طریقہ یہ ہے۔ تو اس حوالے سے میڈم صاحب سے اتفاق کرتا ہوں اُنکی تجویز کو مانتا ہوں کہ بلوچستان اسمبلی کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے ایک کمیٹی بنائی جائے سو شل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ کے حوالے سے۔ اور جو این جی اوز برائے نام ہیں صرف رجسٹر ہیں ان کو cancel کیا جائے۔ اور جہاں تک دوسرے ڈیپارٹمنٹس جو این جی اوز کو رجسٹر کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ سو شل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ ایک سماجی ڈیپارٹمنٹ ہے۔ ایک سو شل ڈیپارٹمنٹ ہے۔ صرف رجسٹریشن سو شل ویلفیر ڈیپارٹمنٹ میں کی جائے۔ باقی دوسرے ڈیپارٹمنٹس جو این جی اوز کو رجسٹر کرتے ہیں۔ تو بلوچستان اسمبلی کے قو سط سے میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس پر رونگ دیدیں۔ Thank you
جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ و بینہ عرفان صاحبہ! اپنا اگلا سوال نمبر پکاریں۔

محترمہ روپینہ عرفان: جناب سپیکر! اس پر میرے دو منی سوال رہتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس حوالے سے آپ ایک مشترکہ قرارداد لائیں۔ آپ اپنا دوسرا سوال پکاریں۔

محترمہ روپینہ عرفان: جی اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر! اس قرارداد میں یہ بھی شامل کرنا چاہوگی جس طرح

ہمارے آزادی بل منسر نے کہا کہ یہ جو وفاق کی این جی اوز ہیں ان کو بھی تحریرو شل و بیفیرمنسری یہاں کام کرنے

کی اجازت دی جائے اور ان کو پابند کیا جائے۔

ڈاکٹر فوزیہ نذیر مری (مشیر برائے وزیر اعلیٰ و ممبر پاکستان نرنسگ کونسل): جناب سپیکر! مجھے دو منٹ اگر آپ

دیدیں۔ اسی حوالے سے میں بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں بعد میں۔ وقفہ سوالات کے بعد پھر۔

محترمہ روپینہ عرفان: جناب سپیکر! Question No-181

181☆ محترمہ روپینہ عرفان:

کیا وزیر جنگلات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ میں جنگلات کس قدر رقبہ پر چھپی ہوئے ہیں تفصیل دی جائے؟

(ب) کیا صوبہ میں ماحولیات کی بہتری کے لئے جنگلات لگانے اور پرانے جنگلات کے تحفظ کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر گور ہے؟

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کل کس قدر رقبہ پر نئے جنگلات لگانے اور پرانے جنگلات کے تحفظ کے لئے اٹھائے جانے والے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے۔ نیز کیا اگر صوبہ کے زمیندار اپنی خی اراضی پر جنگلات اگانے کے خواہش مند ہوں تو حکومت اس سلسلے میں ان کی کیا مدد کرتی ہے تفصیل دی جائے؟

وزیر جنگلات:

(الف) صوبہ بلوچستان میں جنگلات کا کل رقبہ ایک اعشار یہ پانچ فیصد ہے۔ بلوچستان کے مشہور جنگلات اور ان کا انداز اور قبضیل ہے:-

صنوبر کے جنگلات: زیارت، ہربوئی (قلات) سور غنڈ (لورالائی) روڈ ملازی (پشین) زرغون (کوئٹہ) اپڑی (قلات، خضدار) 1350,000 ایکٹر۔

چلغوزہ فارست: ضلع ژوب - ضلع شیرانی - 10,000 ایکٹر۔

زیتون کے جنگلات: شیرانی، ژوب، لورالائی، خضدار اور ہرنائی - 100,000 ایکٹر۔

شینے کے جنگلات: کوئٹہ، مستونگ، پشین - 140,000 ایکڑ۔

پھلائی کے جنگلات: لورالائی، موئی خیل، قلعہ سیف اللہ - 40,000 ایکڑ۔

کندی کے جنگلات: لسیلہ، آواران، خضدار، سی، بھل مگسی، نصیر آباد، جعفر آباد، پچھی، بارکھان - 1200,000 ایکڑ۔

کیکر کے جنگلات: لسیلہ، نصیر آباد، جعفر آباد - 20,000 ایکڑ۔

نوٹ: یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ مذکورہ بالا جنگلات پانچ فیصد سے لیکر 50 فیصد تک گھنے ہیں مگر جنگلات کے کنٹرول میں 3781967 ایکڑ قبرہ ہے، زیادہ تر جنگل مقامی قبائل کے ہیں۔

(ب) محکمہ نے وقایتو قاصبوائی ترقیاتی پروگرام سے ماحولیات کی بہتری کے لئے جنگلات لگانے اور پرانے جنگلات کے تحفظ کے لئے اسکیمات چلانی ہیں۔ تاہم گزشتہ تین سال سے محکمہ ہذا کوئی نئی اسکیم صوبائی ترقیاتی پروگرام کی مد میں نہیں ملی ہے۔ علاوہ ازیں محکمہ نے وفاقي ترقیاتی پروگرام کی مد میں دو مندرجہ ذیل اسکیمات شروع کی ہیں۔ یہ اسکیمات مالی سال 2009-10 میں شروع ہوئی ہیں۔

1۔ ماحول کے تحفظ کے لئے جنگلات لگانے کا منصوبہ۔

Sector Resources for carbon Sequestration in Balochistan .

2۔ صوبہ کے جنگلات کے تحفظ کا منصوبہ۔

of juniper Forests in Balochistan .

(ج) وفاقي حکومت کے جاری کردہ منصوبوں کے تحت جنگلات لگانے اور پرانے جنگلات کے تحفظ کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے جائیں گے:-

1۔ ایک کروڑ پودے کسانوں میں تقسیم کئے جائیں گے۔

2۔ 20 لاکھ پودے سرکاری دفاتر، کالونیوں و تعلیمی اداروں میں لگائے جائیں گے۔

3۔ 12 سوا کیٹر کیکر کے جنگلات (ہڑی) لگائے جائیں گے۔

4۔ 15 سوا کیٹر پر بلاک پلانتیشن لگائی جائے گی۔

5۔ چار ہزار یونین کو میٹر پر نہروں کے کنارے درخت لگائے جائیں گے۔

6۔ تیس ہزار ایکٹر پر بارانی جنگلات لگائے جائیں گے۔

7۔ پانچ ہزار ایکٹر پر پرانے جنگلات کا تحفظ کیا جائے گا۔

- 8۔ چالیس ہزار ایکٹر پر صنوبر کے جنگلات کے تحفظ اور بہتری کے اقدامات کئے جائیں گے۔
- 9۔ 29 اضلاع کے ضلعی صدر مقامات میں مقامی باتات کے باعث نگائے جائیں گے۔
- صوبہ کے زمیندار اپنے ضلع میں جنگلات کے دفتر میں درخواست جمع کرو سکتے ہیں۔ ضلعی آفیسر جنگلات زمین کا معافہ کر کے روپرٹ پر اجیکٹ ڈائریکٹر کے پاس جمع کروائے گا۔ جو فنڈ کو منظر کھتے ہوئے کام کی اجازت دے گا۔ تاہم کام میں کمی و پیشی فنڈ کی دستیابی سے مشروط ہے۔
- جناب قائم مقام سپیکر:** جی۔

محترمہ روپینہ عرفان: Thank you آزادیبل منشر صاحب! جناب سپیکر! جیسے کہ آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان میں جو جنگلات ہیں انکے تحفظ کیلئے جو فنڈز وہاں سے میسر کئے جاتے ہیں اب تک اس پر جیسے منشر صاحب نے خود کہا یہاں لکھا بھی ہے کہ ان پر عملدرآمد ہوگا۔ انکے تحفظ کیلئے اب تک ایسا کوئی فنڈ نہیں آیا ہے۔ تو جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ چلغوڑے کے جنگلات، دنیا میں یہ ایک ایسا درخت ہے جو بہت کم پایا جاتا ہے۔ آپ کے بلوچستان ان درختوں سے دنیا میں مشہور ہے کہ اتنی اوچی height پر ہو رہا ہے سات ہزار سے آٹھ ہزار فٹ پر۔ ان کے تحفظ کیلئے جناب سپیکر! وہاں جنگلات میں واقع میز ہوتے ہیں۔ آج تک ان کیلئے کوئی ایسی جگہ نہیں دی گئی ہے کہ واقع میز ہوں اور ان درختوں کا تحفظ کیا جائے۔ جناب سپیکر! ہمارے ہر بولی فلات میں اور ہمارے زیارت میں صنوبر کے جو جنگلات ہیں آج دنیا میں ایک man made natural جو جنگلات ہیں ان میں فرق ہوتا ہے۔ یہ درخت سو سال میں ایک انچ بڑھتا ہے اس سے بھی کم۔ جناب سپیکر! آپ اگر ہسٹری میں جائیں تو یہ سو سال میں بہت کم اسکی اونچائی ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! آج ہمارے یہ جنگلات خطرے کا شکار ہیں۔ اسلئے کہ یہاں غربت ہے یہاں بیکاری ہے یہ وزگاری ہے۔ ہمارے یہاں کے لوگوں کو ایک تعلیم کی وجہ سے uneducation کی وجہ سے آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان میں ایجوکیشن کا کیا معیار ہے۔ اسکی وجہ سے انکو علم نہیں ہے کہ یہ درخت کتنے مہنگے اور کتنی اکنی اہمیت ہے۔ اور جناب سپیکر! انکو باشور کرنے کیلئے میں اپنے آزادیبل منشر سے یہ کہوں گی کہ کیا ایسے اقدامات کیے گئے ہیں کہ ان جنگلات کو تحفظ دیا جائے۔ ایسے لوگوں کو نوکریاں انکو بھرتی کی گئی ہے، جو لوگ جنگلوں کو کاشتے ہیں اور ان درختوں کو سردیوں میں استعمال کرتے ہیں کیا انکے تحفظ کیلئے کوئی کام کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے معلوم ہے میں اپنے لوگوں کی یہ غربت، یہ اتنے بھی سنگدل نہیں ہمارے جو لوگ ہیں وہ یہاں نہیں بیٹھے ہیں، کیا ہم نہیں جانتے کہ ہمارے لوگ کس حالت میں ہیں۔ وہاں گیس بھی نہیں ہے۔ اگر ہم ایک اور بحث پر شروع ہو جائیں تو پھر ہم ساٹھ سال کی جو

انہوں نے ہمارے ساتھ کیا ہے وہ تمام چیزیں آج آجائیں گی۔ مگر آج خالی اس question کے توسط سے میں جناب پیکر! اپنے آزادی ملٹری سے یہی کہونگی کہ اسوقت مرکز میں بہت سارے فنڈ زار ہے ہیں۔ کیا اس فنڈ کیلئے آپ کو انہوں نے آگاہ کیا ہے؟ کیا ایسے اقدامات لئے گئے ہیں کہ اس سے واقع میں یا دوسری اسامیاں بلوچستان کے لوگوں کیلئے آپ نے نکالی ہیں؟ اور جناب پیکر! اگر نہیں تو میں اپنے آزادی ملٹری سے یہی کہونگی کہ آپ اپنے بلوچستان کیلئے اپنے عوام کیلئے جناب پیکر! ایسے وہاں کمیٹیز میں جائیں اور وہاں بات کریں کہ ہمیں یہ نوکریاں ضرورت ہیں یہاں کے لوگوں کیلئے کیونکہ ہمارے جنگلات آج خطرات کا شکار ہیں اسلئے کہ یہاں awareness نہیں۔ انکی اہمیت انہیں معلوم نہیں کہ سوسال میں ایک انج جناب پیکر! یہ صنوبر کا جود رخت ہے وہ ایک انج بڑھتا ہے۔ تو یہ ہزاروں سال پرانے درخت ہیں۔ بنانا تو بہت مشکل ہوتا ہے ایک گھر کا مگر اسکو توڑنا وہ منٹ بھی نہیں لگتے۔ ایسے ہی ان درختوں کی مثال ہے سوسال میں وہ ایک انج بڑھتے ہیں مگر کانٹے میں پانچ سینٹ بھی نہیں لگتے۔ جناب پیکر! اسوقت یہ ہمارے صوبے کی ایک اہم ضرورت ہے کہ ہم اپنے جنگلات کا تحفظ کریں۔ یہ ہمارا ایک natural environment ہے جس کا آپ کو خود پتہ ہے کہ affected environment affected ہو چکا ہے۔ جناب پیکر! آپ کے توسط سے میں اپنے آزادی ملٹری سے یہی کہونگی کہ اگر ایسے کوئی پروگرام نہیں ہیں تو آپ مرکز سے جو فنڈ ہیں اُنکے بارے میں بات کریں۔ اور S.N.E's میں ایسی نوکریاں کی جائیں ان لوگوں کیلئے جہاں جہاں جیسے کہ قلات ہے زیارت ہے مسلم باغ ہے لوار الائی ہے جہاں یہ جنگلات موجود ہیں اور خاص طور چلغوزہ اور جونپر، صنوبر کے جود رخت ہیں انکا تحفظ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام پیکر: جی منٹر صاحب!

میر جبیب الرحمن محمد حسni (وزیر کیوادساو QG WSP): سپلائمنٹ سوال ہے جناب پیکر!

جناب قائم مقام پیکر: آپ سپلائمنٹ نہیں کر سکتے۔ منٹر جواب دیگا پھر اسکے بعد آپ۔ جی منٹر صاحب!

مولانا عبدالصمد آخوندزادہ (وزیر جنگلات و جنگلی حیات): شکریہ جناب پیکر صاحب! محترمہ صاحبہ نے جو سوالات کیے ہیں اسکا تقریباً تمام جواب تو written میں موجود ہے اسکے لیے جس وقت مجھے فارست ڈیپارٹمنٹ کا حلف دلایا گیا تھا اسوقت وفاقی گورنمنٹ کی طرف سے دو پروجیکٹ بلوچستان کے لیے منظور ہوئے تھے۔ ایک کا نام جونپر پراجیکٹ اور زرغون غر ہے اور زیارت ہے، روڈ ملازی ہے، سورغ ہے اس ایسے

کے لیے 50 کروڑ روپے انہوں نے پانچ سال کے لیے منظور کیے تھے۔ اور ایک کاربن پراجیکٹ ہے جو پورے بلوچستان کے لیے ہے اسکی رقم تھی سوا ارب روپے۔ 2009ء میں ہمیں کاربن پراجیکٹ کے لیے 4 لاکھ روپے اور جونپر پراجیکٹ کے لیے 10 لاکھ روپے ملے تھے۔ اس سال کاربن پراجیکٹ کے لئے 4 کروڑ 50 لاکھ روپے اور جونپر پراجیکٹ کے لیے ایک کروڑ روپے ملے ہیں۔ جس سے دفاتر اور گاڑیوں کی مینٹیننس ہو رہی ہیں۔ لیکن اس دفعہ وفاتی پی ایس ڈی پی میں، منشہ صاحب! آپ متوجہ ہو جائیں۔ آپ نے سوال کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منشہ صاحب! آپ اس طرف دیکھیں۔ اس طرف دھیان دیں۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: آپ ذرا متوجہ ہو جائیں میں دوبارہ دُھراتا ہوں۔

محترمہ و بینہ عرفان: آزادی بل منشہ صاحب! آپ چیز سے متوجہ ہوں، مجھے نہیں، چیز سے متوجہ ہوں۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: میں آپ کو مطمئن کر رہی ہوں۔ یہ سب آپ کے لیے ہے۔

Motharma Rubina Irfan: Thank you so much .

کہ مجھے اتنی respect دے رہے ہیں چیز کی۔ میں چیز سے متوجہ ہوں Thank you

جناب قائم مقام سپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ جی منشہ صاحب! آپ میرے توسط سے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: بھائی آپ بیٹھ جائیں تھوڑا سا مجھے سنیں۔۔۔ (مداخلت - شور)

میر عبدالرحمٰن میدنگل (وزیر معدنیات): جناب سپیکر صاحب! اسمبلی گیٹ پر اسٹوڈنٹس مظاہرہ کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: دو بندرے جائیں۔ آپ اور عبدالرحمٰن صاحب نہیں گیلو صاحب نہیں بحث ہے۔ آپ اور اسد بلوچ صاحب جائیں۔ جی۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: جناب سپیکر صاحب! ہمارے آنے کے وقت وفاتی گورنمنٹ نے بلوچستان کے فارست ڈیپارٹمنٹ کے لیے دو پراجیکٹ منظور کیے تھے۔ یہ اس سے پہلے تھے یا ہمارے آنے کے وقت تھے۔

ایک کاربن پراجیکٹ تھا پورے بلوچستان کے لیے۔ جسکی amount سوا ارب روپے تھی۔ ایک جونپر پراجیکٹ تھا جسکی amount پچاس کروڑ روپے تھی۔ اس کے لیے باقاعدہ اسلام آباد میں انشرویز ہوئے۔ پھر فارست ڈیپارٹمنٹ سے ہمارے دو PD کے تقریبہ کا عیحدہ ہوا اور جونپر کا عیحدہ 2009ء میں کاربن کے لئے 4 لاکھ روپے اور جونپر کے لئے 10 لاکھ روپے آئے تھے۔ اس سال کاربن کے لیے 4 کروڑ روپے اور جونپر کے لیے ایک کروڑ روپے آئے ہیں۔ ان سے گاڑیوں کی مینٹیننس اور دفاتر کا قیام

ہوا۔ انہی حوالی یہ ہے کہ وفاقی پی ایس ڈی پی میں اس پروجیکٹ کے لیے ایک روپیہ بھی نہیں رکھا گیا ہے۔ یہ پروجیکٹ آئندہ کے لیے اسکا مستقبل نہیں ہے نہ وفاقی پی ایس ڈی پی میں نہ صوبائی پی ایس ڈی پی میں۔ اس سلسلے میں ہم نے وزیر اعلیٰ بلوچستان کے توسط سے وفاقی حکومت سے رابطہ کیا ہے۔ حال ہی میں جب میں اسلام آباد گیا تھا میں نے پرائم منستر صاحب کے ایڈیشنل سیکرٹری بخجم الحسن صاحب سے میں نے سنا کہ یہ وفاقی پی ایس ڈی پی میں نہیں ہے۔ میں نے وفاقی پی ایس ڈی پی میں تصدیق کروائی کہ واقعی یہ رقم نہیں ہے۔ اب صوبائی پی ایس ڈی پی میں بھی یہ رقم نہیں ہے۔ یہ پروجیکٹ ہم نے جو تفصیل دی ہے کہ ہم مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائیں گے۔ تقریباً کوئی 9 pages پر ہم نے دیے ہیں کہ ہم یہ کریں گے وہ کریں گے۔ انکے لیے فی الحال وفاقی پی ایس ڈی پی میں ایک روپیہ ہے نہ صوبائی پی ایس ڈی پی میں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی یہ مطالبه کرتا ہوں۔ سندھ کے جو پراجیکٹس ہیں انکے لیے بھی پیسے وفاقی پی ایس ڈی پی میں ہیں، پنجاب کے لیے بھی یہ سرحد کے لیے بھی ہیں آزاد کشمیر کے لیے بھی یہیں صرف بلوچستان کو نکالا گیا ہے۔ انہی ہمارے سی ایم صاحب کی ذمہ داری ہے کہ بلوچستان کو کیوں نکالا گیا ہے؟ اگر بلوچستان کو وفاقی پی ایس ڈی پی سے نکالا گیا ہے تو کم از کم صوبائی پی ایس ڈی پی میں اسکے لیے کچھ رکھا جائے۔ یہ پوزیشن ہے یہ حال ہے۔ فی الحال صرف فاتر قائم ہیں، گاڑیاں آرہی ہیں یا آئی ہیں۔ اور جو پوشیں ہم نے کاربن کے لیے ایڈورنائز کی تھیں یا جونپر کے لیے وہ فی الحال ائڑو یوکی حالت میں ہیں۔ ان کے تقریباً فنڈنگ کی عدم فراہمی کی وجہ سے فی الحال رُکے ہوئے ہیں۔ یہ ہمارے حالات ہیں جہاں تک جونپر کی۔

جناب قائم مقام سپیکر: مولوی صاحب! وہ ہو گیا۔

وزیر چنگلات و جنگلی حیات: نہیں نہیں صرف ایک بات میں کہوں گا۔ جہاں تک جونپر فارست ہے، چلغوڑہ ہے، ہربوئی ہے، جہاں جہاں ہیں، ہم نے پوری پابندی لگائی ہے۔ ہمارے پاس بندوں کی کمی ہے ملاز مین کی کمی ہے۔ پچھلے سال ہمیں 200 پوشیں دی گئی تھیں۔ اس دفعہ ہمیں پھر 200 پوشیں صوبائی پی ایس ڈی پی میں دی گئی ہیں۔ ہمیں فی الحال پہلے 325 پوشیں دی تھیں ابھی 200 پوشیں دی گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہو گیا۔ ہو گیا۔

وزیر چنگلات و جنگلی حیات: ایک تبدیلی ہم نے یہ کر لی ہے، محترمہ صاحبہ کو میں سنادیتا ہوں۔

محترمہ روپینہ عرفان: جناب سپیکر!

پیر عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر!

Sir, supplementary!

جناب قائم مقام سپکر: آپ لوگ سن لیں۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: ایک بات آپ سن لیں۔ ایک تبدیلی ہم نے یہ کر دی ہے پہلے فارست ڈیپارٹمنٹ ایک چیف کنزرویٹر کے ماتحت ہوا کرتا تھا۔

جناب قائم مقام سپکر: ہو گیا۔ ہو گیا منستر صاحب! بس۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات: ابھی دو چیف کنزرویٹر ہم لارہے ہیں۔ اس کو ہم نارتھ اور ساؤتھ میں تقسیم کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپکر: وقفہ سوالات ختم۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق گسی صاحب، ممبر بلوچستان صوبائی اسمبلی نے انہی امور کے سلسلے میں 21 جون سے رخصت کے لیے درخواست دی ہے۔

میر محمد صادق عمرانی صاحب، وزیر نے سرکاری دورے پر کراچی جانے کی وجہ سے 24-25 جون کے اجلاسوں کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم انجیئر زمرک خان صاحب، وزیر نے عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے سعودی عرب گئے ہوئے ہیں وزیر صاحب نے تمام اجلاسوں کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

میر امان اللہ نوئی صاحب، وزیر نے کراچی میں اپنے والد صاحب کی تیمارداری کرنے کی وجہ سے 24-25 جون کے اجلاسوں کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

کیپٹن (ریٹائرڈ) عبدالحاق اچنڈی صاحب، وزیر نے بوجہ ناسازی طبیعت آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم بابو محمد رحیم مینگل صاحب، وزیر نے بوجہ ناسازی طبیعت آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔

محترم عظیمی پیر علی صاحب نے انہی مصروفیت کی وجہ سے آج کے اجلاس کے لیے رخصت کی درخواست دی ہے۔ محترم قمر علی گچی صاحب، وزیر نے ناسازی طبیعت کی وجہ سے رخصت کی درخواست دی ہے۔

جناب قائم مقام سپکر: سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟
(رخصتیں منظور ہوئیں)

ضمیم مطالبات زر بابت سال 2009-10ء پر رائے شماری

روان اخراجات

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر 1 پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 20 لاکھ 24 ہزار 8 سوروپ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران

بسلسلہ مدد "صوبائی ایکسائز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 3 کروڑ 20 لاکھ 24 ہزار 8 سوروپ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "صوبائی ایکسائز" برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 1 پیش ہوا سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 1 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر 2 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 لاکھ 40 ہزار 6 سوروپ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "اشامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 2 لاکھ 40 ہزار 6 سوروپ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "اشامپ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 2 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 2 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر 3 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 32 لاکھ 50 ہزار ایک سوروپ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "دیگر ملکیسر اور محصولات ایکٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 32 لاکھ 50 ہزار ایک سوروپ سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "دیگر ملکیسر اور محصولات ایکٹ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 3 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک

منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 3 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 4 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 ارب 22 کروڑ 29 لاکھ 4 ہزار 7 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”صوبائی پولیس“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 1 ارب 22 کروڑ 29 لاکھ 4 ہزار 7 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”صوبائی پولیس“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 4 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 4 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 5 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 28 لاکھ 89 ہزار 9 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”جیل و قید خانہ جات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 28 لاکھ 89 ہزار 9 سو 50 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”جیل و قید خانہ جات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 5 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 5 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 6 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 لاکھ 79 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”شہری دفاع“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 2 لاکھ 79 ہزار 8 سو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”شہری دفاع“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 6 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 6 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 7 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 11 کروڑ 41 لاکھ 3 ہزار 2 سو 50 روپے سے

متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 11 کروڑ 41 لاکھ 3 ہزار 2 روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "سول ورکس" برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 7 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ آیا تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 7 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر -8 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 32 کروڑ 57 لاکھ 40 ہزار 50 روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "پیک ہیلتھ سرویز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 32 کروڑ 57 لاکھ 40 ہزار 50 روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "پیک ہیلتھ سرویز" برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 8 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 8 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر -9 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 2 لاکھ 75 ہزار روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "واسا" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 13 کروڑ 2 لاکھ 75 ہزار روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "واسا" برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 9 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 9 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر 10 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 75 لاکھ 19 ہزار روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد "افرادی قوت و انتظام لیبز" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 6 کروڑ 75 لاکھ 19 ہزار روپے سے متجاوزہ ہو وزیر اعلیٰ

کوان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جومالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”افرادی قوت و انتظام لیبر“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 10 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 10 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر 11 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 کروڑ 16 لاکھ 35 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کوان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جومالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”قدرتی آفات و سانحات (ریلیف)“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 1 کروڑ 16 لاکھ 35 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کوان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جومالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”قدرتی آفات و سانحات (ریلیف)“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 11 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 11 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر 12 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 44 لاکھ 28 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جومالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”خوارک“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 44 لاکھ 28 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کوان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جومالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”خوارک“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 12 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبه زر نمبر 12 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبه زر نمبر 13 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 11 کروڑ 28 لاکھ 40 ہزار 2 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کوان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جومالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”زراعت“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 11 کروڑ 28 لاکھ 40 ہزار 2 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کوان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جومالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”زراعت“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبه زر نمبر 13 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور

کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 13 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 14 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 14 لاکھ 55 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”امور حیوانات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 2 کروڑ 14 لاکھ 55 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”امور حیوانات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 14 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 14 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 15 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 29 لاکھ 44 ہزار 8 سورو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”جنگلات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 29 لاکھ 44 ہزار 8 سورو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”جنگلات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 15 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 15 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 16 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 25 لاکھ 84 ہزار 7 سورو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”ماہی گیری“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 4 کروڑ 25 لاکھ 84 ہزار 7 سورو روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”ماہی گیری“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 16 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 16 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 17 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 لاکھ 52 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد

”امداد بآہمی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 2 لاکھ 52 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مد ”امداد بآہمی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 17 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 17 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 18 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 89 لاکھ 32 ہزار 3 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مد ”آپاشی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 89 لاکھ 32 ہزار 3 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مد ”آپاشی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 18 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 18 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 19 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 78 لاکھ 73 ہزار 9 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مد ”دیہی ترقی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 78 لاکھ 73 ہزار 9 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مد ”دیہی ترقی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زر نمبر 19 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زر نمبر 19 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 20 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 77 لاکھ 9 ہزار 3 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مد ”صنعت“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 5 کروڑ 77 لاکھ 9 ہزار 3 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30/جون 2010ء کے دوران

بسسلہ مذکورہ صنعت، برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زرنسبر 20 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زرنسبر 20 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زرنسبر 21 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 کروڑ 93 لاکھ 78 ہزار 2 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران

بسسلہ مذکورہ اسیشنری و طباعت، برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام پیغمبر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 1 کروڑ 93 لاکھ 78 ہزار 2 سوروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسسلہ مذکورہ اسیشنری و طباعت، برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زرنسبر 21 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زرنسبر 21 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زرنسبر 22 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 75 لاکھ 51 ہزاروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسسلہ مذکورہ اسیشنری و طباعت، برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام پیغمبر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 75 لاکھ 51 ہزاروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسسلہ مذکورہ اسیشنری و طباعت، برداشت کرنے پڑیں گے۔ مطالبہ زرنسبر 22 پیش ہوا۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ مطالبہ زرنسبر 22 منظور ہوا۔

| ترقیاتی اخراجات |

جناب قائم مقام پیغمبر: وزیر خزانہ مطالبہ زرنسبر 23 پیش کریں۔

میر محمد عاصم کرد گیلو (وزیر خزانہ): میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 1 ارب 55 کروڑ 46 لاکھ 75 ہزاروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسسلہ مذکورہ اسیشنری و طباعت، برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام پیغمبر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 1 ارب 55 کروڑ 46 لاکھ 75 ہزاروپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے

دوران بسلسلہ مدد ”پلک آرڈر اینڈ سیفٹی اموڑ“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی مطالبہ زر نمبر 23 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 24 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 5 ارب 35 کروڑ 59 لاکھ 27 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”اکنامکس سرومنز“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 5 ارب 35 کروڑ 59 لاکھ 27 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”اکنامکس سرومنز“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی مطالبہ زر نمبر 24 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 25 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 81 کروڑ 55 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”ماحولیاتی اقدامات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 81 کروڑ 55 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”ماحولیاتی اقدامات“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی مطالبہ زر نمبر 26 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 2 ارب 35 کروڑ 35 لاکھ 84 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”ہاؤ سنگ اور کمیونٹی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 2 ارب 35 کروڑ 35 لاکھ 84 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسلسلہ مدد ”ہاؤ سنگ اور کمیونٹی“ برداشت کرنے پڑیں گے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی مطالبہ زر نمبر 26 منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالبہ زر نمبر 27 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 39 لاکھ 18 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو

وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران
بسیارہ مدد "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 7 کروڑ 39 لاکھ 18 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر اعلیٰ
کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران بسیارہ
مدد "صحت" برداشت کرنے پڑیں گے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی مطالہ زر نمبر 27
منظور ہوا۔ وزیر خزانہ مطالہ زر نمبر 28 پیش کریں۔

وزیر خزانہ: میں وزیر خزانہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک رقم جو 57 کروڑ 93 لاکھ 20 ہزار روپے سے متجاوز نہ
ہو وزیر اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے
دوران بسیارہ مدد "سامبی تحفظ" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تحریک یہ ہے کہ ایک رقم جو 57 کروڑ 93 لاکھ 20 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو وزیر
اعلیٰ کو ان اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال کے اختتام 30 جون 2010ء کے دوران
بسیارہ مدد "سامبی تحفظ" برداشت کرنے پڑیں گے۔ سوال یہ ہے کہ تحریک منظور کی جائے؟ تحریک منظور ہوئی
مطالہ زر نمبر 28 منظور ہوا۔

میزانیہ بابت سال 2010-11ء پر مجموعی عام بحث۔

جناب قائم مقام سپیکر: آج میزانیہ بابت سال 11-2010ء پر مجموعی عام بحث کیلئے جعفر مندو خیل صاحب
ڈاکٹر آغا عرفان صاحب، میر شاہ نواز خان مری صاحب اور محترمہ رو بینہ عرفان صاحب نے گزارش کی ہے۔
لہذا جناب جعفر مندو خیل صاحب بحث کا آغاز کریں۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: شکریہ جناب سپیکر! کہ آج بلوچستان کے اس تاریخی اور سب سے بڑے بحث کے اوپر
آپ نے مجھے بحث کیلئے آغاز کرنے کا موقع دیا ہے اور میں کوشش کروں گا کہ اس میں جو بھی خوبیاں ہیں ان کو
میں اجاگر کروں اور جو کمیاں رہ گئی ہیں معذرت کے ساتھ ان کو بھی اجاگر کروں۔ کیونکہ اسمبلی میں جو بھی تبصرہ
انسان کرتا ہے وہ بے لائق اور بلا خوف ہونا چاہیے تاکہ سب کے نوٹس وہ بات آئے اور اس کی درستگی کی طرف کوئی
قدم اٹھایا جائے۔ سب سے پہلے تو میں چیف منٹر صاحب اور فناں منٹر صاحب کو بلوچستان کا 11-2010ء کا
تاریخی بحث جو کہ 152 ارب روپے ٹوٹلی مالیت جس کی بنتی ہے، پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں سمجھتا
ہوں کہ بلوچستان کی تاریخ میں اتنا بڑا بحث جو ہم لوگوں کا اس اسمبلی میں آیا ہے جس کا پچھلے سال سے تقریباً

40 یا 50 فیصد سے بھی زیادہ growth ہے یہ ایک تاریخ رہیگا۔ اور اس کی بدولت میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہوا کہ جو ہمارا پچھلا N.F.C specially چیف منٹر صاحب اور دوسرے جوان کے رفقاء ہیں، وزیر خزانہ اور فناں ڈیپارٹمنٹ انہوں نے بلوچستان کا کیس بڑے اچھے طریقے سے لڑا ہے اور بلوچستان کو وہ تاریخی C.N.F.I ایوارڈ دلایا کہ آج ہم یہ بجٹ پیش کرنے کے قابل ہو رہے ہیں۔ ورنہ شاید ہم یہ بجٹ پیش بھی نہ کر پاتے۔ یہ ملازمین کی تجویز ہیں ہم لوگ نہیں دے سکتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں اس بجٹ کا سب سے بڑا ایک ثابت پہلو یہ ہے کہ اسے جو یہاں ہم لوگ حکومت نے ایک رکھا ہوا ہے مختلف شعبوں کو جو cover کیا ہوا ہے وہ آپ کے سامنے میں پیش کروں گا۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ پانچ ہزار پوسٹیں جو آئی ہیں بلوچستان پیکنج کے تحت، اس سے یہ روزگاری کی شرح متاثر ہو گی۔ second نمبر پر جو اس بجٹ میں انہوں نے ملازمتوں کے موقع دیے ہیں تقریباً پونے چھ ہزار ملازمتیں اس بجٹ میں حکومت نے فراہم کی ہیں، ایجوکیشن، ہیلتھ، اگریکلچر، لا یو اسٹاک، لیویز اور دوسرے ڈیپارٹمنٹس میں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ گیارہ ہزار کے قریب جو ملازمتیں اس سال بلوچستان میں آئی ہیں۔ اگر آپ technically، یعنی شاید اتنی ضرورت اس کی نہیں تھی۔ لیکن بلوچستان کے حالات کو دیکھتے ہوئے یہاں کی یہ روزگاری کی شرح کو دیکھتے ہوئے یہ چیز یقیناً میں کہہ سکتا ہوں کہ اس حالت میں اسکا آنابہت بڑی غنیمت ہے اور اس صوبے کے ساتھ بڑا احسان ہے کہ اتنے آئے ہیں۔ اور میں وزیر اعظم صاحب کو یہ request کروں گا کہ انہوں نے گواہ میں جو بیس ہزار پوسٹوں کا وعدہ کیا تھا وہ پورا کر لیں تاکہ ہمارے بقا یا جات اسے آسکیں۔ میں پہلے نان ڈولپمنٹ بجٹ پر آؤں گا۔ اس بجٹ کا ہمارا جو expenditure ہے وہ 83 Billion ہے۔ اسے maximum ہے۔ اسے ڈولپمنٹ کی ڈولپمنٹ growth بہت زیادہ ہے۔ اسکو کم ہونا چاہیے تھا۔ یعنی 83 Billion کی ڈولپمنٹ کی طرف divert ہونے چاہیے تھے۔ پرانے ڈولپمنٹ میں سمجھتا ہوں وہ بہت ہی زیادہ ہے۔ پاکستان میں اگر اسوقت دیکھیں پنجاب کا ڈولپمنٹ بجٹ between 46-to-48 percent ہے۔ سندھ کا 27-to-28 percent ہے۔ پختونخوا کا 25 سے 26 فیصد ہے۔ جبکہ ہمارا ڈولپمنٹ بجٹ 17 فیصد ہے وہ بھی پچھلے سال جو ہماری اسکیمات رہ گئی تھیں جو اس سال دوبارہ reflect ہوئیں تقریباً 4 billion کی اگر وہ نکال دیے جائیں تو یہ 14 فیصد پر آ جاتا ہے۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ ڈولپمنٹ ratio کم ہے۔ جس کے اور پر فناں ڈیپارٹمنٹ یہ کہتا ہے کہ ہمارے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی یا ہمارے جو ڈیپارٹمنٹس ہیں اسکی utilization کی capacity کم ہے وہ utilization کم ہے اسکے لئے ہم نے جو پیسے

دیئے تھے انکو utilize materialize نہیں کر سکے ہیں۔ لیکن پھر میں point out کرتا ہوں کہ یہ جو نان ڈولپمنٹ growth ہے یہ بہت زیادہ ہے اس کو curtail کرنے کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ یہ جتنی بھی زیادہ جائیگی اگلے سالوں میں پھر ہمیں مشکلات پیش آئیں گی۔ کیونکہ ایک jump ہمیں این ایف سی کی ملی ہے ہر سال تو ہمیں اتنی جب میں ملے گی کہ ہمیں arrears بھی میں ہمارا percentage بھی زیادہ ہو ہماری آمدن بھی actual آمدن اسوقت 115 ارب روپے تقریباً 4 ارب صوبے کے ہیں اور 111 ارب جو ہمیں فیڈرل گورنمنٹ سے ملے ہیں۔ جو actual ہماری آمدن ہیں اُس کو ہمیں ذرا ترتیب سے خرچ کرنا چاہیئے تاکہ اگلے سالوں کیلئے بھی ہم اس maintain pace کو رکھیں۔ کیونکہ جو دوسرے آپکے capital expenditure اور capital receipts اخراجات کیلئے بجٹ سے پیسے لیتا ہے اور وہ خزانہ میں جمع کر دیتا ہے۔ اسی طرح دوسرے اخراجات ہیں چھوٹے چھوٹے اُن میں سے یہ آ جاتا ہے فوڈ سسیڈی ہم purchase میں تقریباً 13 ارب تک فوڈ purchase میں جو ہم grain کو purchase کرتے ہیں۔ تو آگے وہی reimburse ہو کر کے ہمارے پاس آتے ہیں۔ یعنی کہ practical in وہ پیسے ہم ذکر کر رہے ہیں جو 144 ارب ہیں وہ 115 ارب in practical آجاتے ہیں۔ جو بقایا وہ جتنا آتا ہے اتنا ہی جاتا ہے۔ فوڈ میں ہم گندم خریدتے ہیں جب پیسے بھیجتے ہیں تو وہ پیسے والپس جمع ہوتے ہیں۔ وہ ہم نے حساب کیتے ہیں۔ ایگر لیکچر میں ہم صرف پیسے جمع کراتے ہیں جب وہ ہم لوگ بجٹ سے دیتے ہیں وہ خرچ کرتے ہیں، جب وہی پیسے جو ہم نے جمع کئے تھے وہ خزانہ میں سے جاتے ہیں وہ ہم show capital expenditure میں کرتے ہیں۔ تو ہم actual ہوں کہ اسوقت ہمارے پاس 115 ارب ہیں FPA-including پھر بھی بہت بڑی رقم ہے۔ یہ رقم اس سال جو ہم لوگوں کو ملی ہے، میں سمجھتا ہوں یہ بہت بڑی رقم ہے۔ اس کو ذرا judicially رقم ہے۔ استعمال کرنا چاہیئے 83 Billion کا جو نان ڈولپمنٹ بجٹ ہے اسکے اوپر جتنے ہم curtail کر سکیں کر لیں۔ تاکہ آگے آنے والے سالوں میں بھی ہمارے پاس ڈولپمنٹ کیلئے بچ جائیں۔ پہلے ہم نے کہا کہ ہمارا جو ڈولپمنٹ percentage ہے 17 فیصد جو کہ پاکستان میں تمام صوبوں سے میں سمجھتا ہوں کم ہے۔ لیکن بہر حال ایک طرف تو growth rate زیادہ ہوتا ہے لیکن دوسری طرف ثابت پہلو یہ ہے کہ اس میں آپکے ایجوکیشن میں پانچ ہزار پوٹھیں دی گئی ہیں، ہزار پوٹھیں دوسری دی گئی ہیں۔ چھ ہزار پوٹھیں definitely جب

اکنی تھوا ہیں دی جائیں گی تو ان ڈولپمنٹ growth زیادہ ہو گی۔ لیکن اس سے یہ ہو گا کہ آپ کے from primary to middle کافی سکول ہونگے۔ from middle to high کافی سکول ہونگے۔ اور نئے انٹر کالج کھلیں گے۔ اسکا ثبت پہلو پھر یہ ہے کہ ایک بیکش پر جو سب سے زیادہ توجہ اس صوبے میں ضرورت ہے، اس دفعہ اسکے اوپر حکومت نے Judicially خرچ کیا ہے اور especially ایک ارب روپے جو اسکو دیئے ہیں separate جو کہ فرنچیز ہے جو facilities other repair کی میں 40 کروڑ ہیں۔ کالج کی repair کی میں 20 کروڑ ہیں۔ اور گرلز کالج کیلئے جو بیس انھوں نے خریدی ہیں 14 نئے انٹر کالج رکھو لے جائیں گے۔ چار نئے انٹر کالج پھر ڈگری ہو جائیں گے۔ 7 کروڑ روپے جو سکالر شپ کیلئے رکھے گئے ہیں، اسٹوڈنٹس کیلئے، اسکے اوپر especially وزیر اعلیٰ صاحب نے اسمبلی میں وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا ہے۔ میں اس پرشکری بھی ادا کرتا ہوں اور ہمارے اسٹوڈنٹس کی سکالر شپ وہ آج سے 20-15 سال پہلے کے rate پر تھیں۔ آج وہ بہت بہتر اقدام ہوا ہے کہ ان اسٹوڈنٹس کو سکالر شپ اتنی ملے جو غریب طلباء ہیں جن کو پڑھنے کیلئے رہنے کی جگہ نہیں ہوتی ہے، یہ سات کروڑ روپے جو سکالر شپ کے لئے future میں اسکو ہم پھر ضرورت کے مطابق زیادہ بھی کر سکتے ہیں۔ اور ایک نان ڈولپمنٹ میں جو میں نے بتایا ہے ہیلاتھ کا ہے۔ جناب پسیکر! ہیلاتھ کا اسوقت infant mortality rate یعنی کہ بچوں میں اموات کا ریٹ دنیا میں ہم لوگوں کا one of the highest investment ضروری ہے۔ جو ہمارے BHU's functional ہونا چاہیئے۔ جو ہمارے RHC's ہونا چاہیئے۔ پچھلے سال میں اگر آپ دیکھیں ان کو تقریباً جو دوائیوں کی مدد میں جو تھے اکثر جس بھی اسپتال میں ہم جاتے تھے وہ شکایت کرتے تھے کہ ہمارے پاس دوائیاں کم ہیں میڈیسنس مارٹ ہے۔ پچھلے سال میڈیسنس کیلئے 29 کروڑ روپے تھے۔ لیکن اس بار خدا کے فعل سے حکومت نے 113 کروڑ روپے دوائیوں کیلئے رکھے ہیں میں تسبیح ہوں یہ بہت احسن اقدام ہے۔ کیونکہ غریبوں کے پاس دوائیوں کے بھی پیسے نہیں ہیں آپ ہسپتال جائیں۔ پہلے بھی اسمبلی میں ہیلاتھ کے اوپر discussion ہوئی ہے۔ منظر ہیلاتھ بھی موجود تھے۔ ہیلاتھ کے جو پرائیویٹ اسپتال ہیں انکی حالت یہ ہے کہ غریب کے بس کی بات نہیں ہے وہاں تک جانا۔ تو definitely وہ گورنمنٹ کے اور زیادہ depend کرتے ہیں۔ جو گورنمنٹ کے hospitals ہیں اور خاص کر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں میں اور

پرونشل ہیڈ کوارٹر اسپتالوں کی حالت بہت خراب تھی اُن میں دوائیاں نہ ہونے کے برابر تھیں۔ لہذا لوگوں کے اوپر، بہت بڑا بوجھ پڑتا تھا۔ یا تھی خطریر قم جودی گئی ہے میں سمجھتا ہوں دوائیوں کی جوکی ہے وہ پوری ہو جائیگی۔

مسٹر ہیلتھ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، چیف مسٹر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اسیں میں ایک request کروں گا جس طرح کافی discussions وغیرہ ہیلتھ میں ہیں میں سمجھتا ہوں improvements آئی ہیں۔

کیونکہ جہاں بُری چیزوں کا ذکر کرنا چاہیے وہاں اچھی چیزوں کا ذکر بھی کرنا چاہیے۔ اس بارہیلتھ میں وہ جو پہلے وقت سے بنے ہوئے تھے فنکشنل ہونے کیلئے اُن کی پوشنیں نہیں تھیں۔ ہیلتھ ڈپارٹمنٹ نے RHC's اور BHU's کو فنکشنل کیا ہے ان کو پوشنیں دی ہیں۔ ڈسٹرک اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر زہاسپتالز کو فنکشنل کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ دوائیاں بھی، کیونکہ ہمارے ہاں BHUs اور ڈپسٹریز کاریکار ڈھہت خراب ہے۔ وہ اکثر ویشتر بند رہتے ہیں یا ڈاکٹرز وہاں نہیں جاتے ہیں۔ یہ صرف ہمارا نہیں بلکہ پورے پاکستان میں یہی حالت ہے۔ ہماری حالت تو بہت خراب ہے یہ آج کی نہیں کافی وقت سے ہے۔ تو یہ دوائیوں کا جو major کوئی ہے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالز، ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور صوبائی ہسپتال اگر ان کو major کوئی دیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں چونکہ ڈاکٹرز بھی ہوتے ہیں لیبارٹریز facilities بھی ہوتی ہیں آپریشن کی facilities بھی ہوتی ہیں ایکسیریکی facilities بھی ہوتی ہیں تمام ڈاکٹرز بھی available ہوتے ہیں آپریشن اور دوسری چیزوں کیلئے۔ تو یہ دوائیاں اگر موجود ہیں گی تو لوگوں کو اس سے کافی فائدہ ہوگا۔ اور اس بارہیلتھ ایک ملین روپے جو ہیلتھ میں رہپر کیلئے ہسپتالوں کی رہپر کیلئے ہیں یا equipment پر چیز کیلئے ہیں یا ان ہسپتالوں کیلئے ہیں جہاں سامان کی shortage تھی ایک ملین روپے رکھے گئے ہیں یا ایک خطریر قم ہے۔ جس ہسپتال ہم جاتے تھے وہاں بیڈز کی شکایت ملتی تھی چادر کی شکایت ملتی تھی فرنچیپ کی شکایت ملتی تھی یہ اُن ہسپتالوں کو اچھی بات یہ ہے کہ مختص کر دیا ہے already بجٹ میں۔ ابھی یہ سب ہسپتال میں سمجھتا ہوں کہ پاپر کمیٹی بنائ کر کے وہ سامان خود ہی خریدیں گے اور انکی یہ ضروریات اس سے پوری ہوں گی۔ دوسری بات گورنمنٹ نے اس بار ایک اور اچھا کام کیا ہے وہ یہ کہ فوڈ جو یہاں بلوچستان کے اپنے زمینداروں سے grain لیا ہے اسیں گورنمنٹ کو ایک مالی بچت ہوئی ہے۔ grain کی بہتر کوالٹی ہے کیونکہ ہمارے لوگ ملاوٹ نہیں کرتے ہیں ادھر زمیندار بیٹھے ہوئے ہیں۔ بجائے سندھ کے تاجریوں کے جو آکر کے ان سے کوڑیوں کے دام یہ گندم خریدتے تھے گورنمنٹ نے proper ان سے لی ہے۔ پہلے ہم یہ پنجاب سے یا دوسرے صوبوں سے اٹھاتے تھے اپنے صوبے کا ہم لوگوں نے فکر نہیں کیا تھا۔ اس بارہم نے اپنے صوبے کا کہ جو

گورنمنٹ نے grain خریدا ہے ابھی آپ نے اخباروں میں کبھی نہیں دیکھا ہوگا کہ شکایت آئی ہو کہ غلط گندم آئی ہوئی ہے۔ ایک اچھی گندم اچھی خوراک آئی ہے لوگوں کو پہنچی ہے اور ان زمینداروں کو فائدہ ہوا ہے کہ گورنمنٹ نے ان سے جوانکے ساتھ production تھی سب خرید لی ہے۔ آگے زمینداروں کی حوصلہ افزائی ہو گی پہلے منڈیوں والے جو سندھ کے ہیں پنجاب کے ہیں کوڑیوں کے دام ان سے لے جاتے تھے اور پھر اپنی منڈیوں میں بیچتے تھے۔ یہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا ایک احسن اقدام ہے۔ اور یہ جیسے پولیس ہے، یو بیز ہے اور بی تھی ہے انکی تنخوا ایں جو گورنمنٹ نے ڈبل کی ہیں یا ان کا ایک پرانا مطالبہ تھا اور صوبے کی ضرورت بھی تھی۔ اسیں جو گورنمنٹ نے انکی تنخوا ایں ڈبل کی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج ہم ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں کہ آپکو ہم اتنی تنخوا دے رہے ہیں آپ نے اپنی ذمہ داری پوری کرنی ہے۔ آج انکو معطل ہونے کا بھی فکر ہوگا آج انکو terminate ہونے کا بھی فکر ہوگا۔ ہر ایک آدمی آکر کے اپنا کام کرے گا۔ expenditure growth کو میں نے oppose کیا ہے لیکن یہ اس کا اچھا بہلو ہے اسکی وجہ سے definitely expenditure growth ہوتی ہے۔ تو یہ ہم لوگوں نے تمام سرکاری ملازمیں کو 50 فیصد جو بڑھا کر کے دیا ہے میں سمجھتا ہوں اس سے صوبے کے سرکاری ملازمیں کی حالت بہتر ہو گی اگرچہ بجٹ کے اوپر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت احسن اقدام ہے۔ جہاں ان چیزوں کی ضرورت ہے وہاں اس جگہ کا بھی میں ذکر کروں گا کچھ ایریاز ہم سے شروع سے neglected آرہے ہیں۔ چاہے وہ پی ایس ڈی پی میں ہو چاہے وہ روینو بجٹ میں۔ جیسے لائیوشاک ہے اگر لیکچر ہے اس طرح میں آپکو پڑھ کر سناؤں گا کیونکہ یہ وائٹ پیپر گورنمنٹ نے خود شائع کیا ہے اسکی میں آپ کو detail پڑھ کر سناؤں گا۔ گورنمنٹ فائلز ڈیپارٹمنٹ نے خود اسیں admit کیا ہے:

The expenditure for development of on going schemes is another important sector like Education, Health, Agriculture, Public Health Engineering, Livestock, Forestry, Fisheries, Industries, Minerals, Manpower, Sports, Culture, Tourism, Social Welfare, Women Development & Studies and Research have been allocated marginally leaving behind major resources of development for Road Sector .

تو اسیں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ روڈ سیکٹر کو ہم لوگوں نے تو کافی توجہ دے دی ہے لیکن other sectors جو ہمارے ہیں وہ ہمارے آسمیں neglected رہ گئے ہیں۔ تو اسکی طرف جو بھی پیسہ ہمارے ساتھ ہے ہم لوگوں کو توجہ دینی چاہئے۔ اگر یہ پارٹمنٹ ہم نے بنایا ہوا ہے، اسکے تمام ملازمین تنخواہ لے رہے ہیں اسکے تمام اخراجات آرہے ہیں لیکن اسکے پاس recurring budget اتنا نہیں ہے کہ وہ کوئی رسیرچ کر سکے یا کسانوں کی مدیا زمینداروں کو پر اپر ٹیچ provide کر سکے۔ جیسے پنجاب اگر یہ پارٹمنٹ ہے، پر اپر ٹیچ لوگوں کو مہیا کرنا ہے۔ اسی طرح لا یوٹاک کا ہے وہاں جوئی نسل کی گائے ہیں ان کی پیداوار آنابند ہو گئی ہے اس سیکٹر زر پر توجہ دینی چاہئے۔ سپورٹس ہے کلچر ہے جو میں نے ذکر کیا ہے یہ وابستہ پیپر میں اور خود گورنمنٹ نے اسکو accept کیا ہوا ہے فناں ڈیپارٹمنٹ نے۔ میں سمجھتا ہوں اچھا ہے ایک realistic approach اُنکا بھی اس طرف ہے کہ یہ سیکٹر down ہو گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان پر ہمیں توجہ دینی چاہیے۔ جہاں تک ڈولپمنٹ کی growth ہے وہ بھی میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال کی all Over the ملک کے لیوں پر تو میں نے بتایا کہ ہم 17 فیصد پر رہ گئے ہیں۔ لیکن اگر آپ پرانش لیوں پر دیکھیں وہ تو 70 فیصد جب ہے than last year جو میں سمجھتا ہوں کہ اس کی appreciable distribution وہ ہمارے لئے اس صوبے کیلئے سب سے بڑا چیز ہے۔ جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کا ریکارڈ شروع سے خراب رہا ہے الہمند باہروالے بھی ہمارے اوپر تقيید کرتے ہیں، مرکزوں والے بھی ہمارے اوپر تقيید کرتے ہیں اور ہم خود بھی اس صوبے کے جو legislators ہیں یا عوام ہیں ان چیزوں سے آج تک مطمئن نہیں ہوئے ہیں۔ اسکی ایک میں تقابلی جائزہ پیش کروں گا کہ اس واسٹ پیپر میں انہوں نے بتایا ہوا ہے:

The low social indicators particularly in education and health have not been addressed for utilization of development expenditure . The Education Sector, despite having a large number of small civil works schemes could show an expenditure of Rs 784 million which is 5% of the total development expenditure against the Budget Estimates of Rs. 12,41,285 constituting 6% of the total development outlay of the province . The dip has occurred mainly due to shortfall of FPA components

by the federal Government . Similarly, the case of Health Sector is even more alarming as only 2% (Rs 317,924 million) of the total development expenditure has been utilized for development of Public Health .

آگے دیکھتے ہیں:

There are a number of sectors both is economic and social areas which are not even visible in the PSDP outlay in execution stage. The PSDP for the year of 2009-10 fails to strike a balance and keep partilay in developing all the sectors and priorities it's focused mainly on Road Sector. The Sectors which apparently seem to have been ignored including Environment, Social Welfare, Women Development, Agriculture, Culture, Sports, Labour and Menpower, Mines and Minerals, Industries, Fisheries, Forestry and Livestock, Most of these Sectors have a direct impact on the Social as well as economic uplifts of the province. The poor socio-economic indicators presented in Chapter-1 of the White Paper have not been targeted, placing a question mark on execution of development strategy without a vision and efficient planning by the Stakeholders .

کون ہیں؟ آپکا پلاننگ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس پر کوئی vision خرچ کیا ہے نہ اس پر توجہ دی ہے۔ یہ وائٹ پیپر ہے فناں ڈیپارٹمنٹ کا جوانہوں نے اس سال کیلئے نکلا ہے۔ یہ دونوں سالوں کیلئے یہ چیز کہہ رہے ہیں۔ اس وقت جو embark ہوا ہے ہمارے یہ جو ڈولپمنٹ سیکٹر کیلئے actual تو گورنمنٹ نے 22 ملین اسکے لئے ویسے تو ڈولپمنٹ بجٹ 26.7454 ملین ہے، لیکن جو گورنمنٹ آف بلوچستان کا شیئر ہے وہ اس کے لئے 22 ارب روپے دے رہے ہیں۔

جو پانچ ارب کے قریب ہے وہ FP ہے اسکے متعلق اگر آپ پچھلے سال کا ریکارڈ بھی دیکھ لیں وہ اچھا نہیں ہے۔ پچھلے سال بھی کوئی ریلیز نہیں ہوئی ہے، فیڈرل گورنمنٹ نے بھی کوئی ریلیز نہیں کی ہے، اس سال بھی مجھے کوئی خاص ریلیز ہونے کی توقع نہیں ہے۔ پھر ہمارے پاس یہ 22 ارب رہ جاتے ہیں۔ اس 22 ارب میں تو 14 ارب تقریباً وہ ہیں جو public representatives نے خود ڈیل دی ہے اب اسیں ہم قصور وار ہوں گے Not the Government یا پلانگ ڈیپارٹمنٹ کہ اگر ہم لوگوں نے غلط جگہوں کی نشاندہی کی ہے اس میں ہم قصور ہوں گے کہ public representative کو گورنمنٹ نے ایک option دے دیا ہے کہ اسیں چیف منسٹر اسیش پروگرام ہے یا گورنر اسیش پروگرام ہے۔ بجٹ میں ایم پی ایز کی تجاویز ہیں، ان کی تجاویز سے یہ بجٹ بنایا گیا ہے۔ اور یہ ایک تاثر دیا جاتا ہے کہ ادھرا یم پی ایز کو میے دیتے جاتے ہیں۔ جناب! بجٹ میں ان کو میے نہیں دیتے جاتے ہیں ان سے تجاویزی جاتی ہیں۔ یہ پورے پاکستان میں تجاویزی جاتی ہیں۔ پنجاب میں چیف منسٹر ہر ایم پی اے کے ساتھ دورہ کرتا ہے اور ایک ایک ارب روپے announce کرتا ہے۔ وہ اپنی جیب سے دیتا ہے؟ وہ بھی اسی بجٹ سے ان کو ملتا ہے۔ اس طرح ادھر جو ایم پی ایز نے مارک کیا ہے وہ اپنے ایریاز کی priorities کو مارک کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک اچھا اقدام ہے۔ آپ خود انگلینڈ گئے ہیں آپ نے دورہ کیا ہے، آپ نے Constituencies دیکھے ہیں، وہاں بھی ایم پی ایز کی contribution ہے انگلینڈ جیسے ایڈوانس ملک میں بھی ڈیلپمنٹ aspect میں۔ ہاں یہ میں کہتا ہوں ادھر میرا قصور ہو گا کہ اسیں اگر ہم بدیانتی کریں گورنمنٹ کا نہیں ہو گا۔ لیکن less than جو یہ ہم لوگوں کی priorities کا آپ چھوڑ کر کے اس سے less جو رہ جاتا ہے اس کی distribution میں سمجھتا ہوں اس سال وہ equitable نہیں ہے۔ اسیں میں آپ کو اسکا تمام تقابلی جائزہ پیش کر کے بتا دیتا ہوں، میرے ساتھ سب سے پہلے ظلم تو یہ ہوا ہے کہ ہم کو PSDP revised کی کاپی provide کی کاپی نہیں کی گئی ہے۔ یہ میں نے پتہ نہیں کس مشکل سے کہاں سے نکالی ہے۔ حالانکہ ہر ایم پی اے کا حق تھا کہ اسکو revised PSDP کی کاپی دی جاتی۔ آج ہم نے یہ revised بجٹ approve کیا ہے، ہمیں پتہ نہیں کہ ہم نے کیا approve کیا ہے۔ ہمارے ژوب میں ایک مولوی صاحب نماز پڑھا رہے تھے پچھے سے کسی نے آواز دی کہ ”مولوی صاحب پشتہ میں پڑھوتا کہ ہمیں بھی سمجھ آئے کہ تم ہمیں گالی دے رہے ہو یاد عا“ یہ بھی ہم نے تو کر لیا ہے لیکن What is the details infact revised PSDP? اس میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کے پچھلے سال کے جو رہ

گئے تھے پہلے سال جو میں نے تباویز دی تھیں۔ میں اپنی مثال دیتا ہوں۔ میں نے تباویز دی تھیں بجٹ کے اندر وہ اسیں reflected ہے۔ پہلے دن یہ ادھر اسمبلی نے پاس کیا ہے 9 کروڑ روپے، اسیں دو کروڑ روپے اریکیشن سیکٹر میں اور 7 کروڑ روپے ایجوکیشن سیکٹر میں میں نے دیئے تھے۔ اریکیشن والوں نے تو تھوڑا خرچ کیا اور ایجوکیشن کے سات کے سات کروڑ روپے lapse ہو گئے اس سال میں reflect ہو گئے۔ یعنی کہ چار ارب جو وہاں سے میں سمجھتا ہوں اس طرح تمام ایمپی ایز کا جو کہ ہوا، وہاں پھر پی اینڈ ڈی کا قصور آ جاتا ہے کہ آپ موقع پر اسکیم approve کریں۔ میں نے کیا اسکیم دی ہے سر؟ ہائی سکول کی بلڈنگ، میل سکول کی بلڈنگ اور ایڈیشل رومز، جنکا cost معلوم ہے۔ اسیں ہم لوگوں کا کوئی کام نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک ہفتے کے اندر اسکی ریلیز ہو سکتی ہیں۔ لیکن سال گزر گیا اسکی approval مشکل سے ابھی end of june میں آگئی ہے۔ پھر کہا کہ آپ کو اگلے سال دیں گے۔ اگر وہ چار ارب اس بائیس ارب سے ہم تکال دیں تو میں سمجھتا ہوں ہمارے ساتھ ٹوٹل بجٹ کیلئے اٹھا رہا ارب روپے رہ جاتے ہیں۔ کیونکہ وہ چار ارب تو ہمارے اپنے پیسے ہیں جو کہ اس سال انہوں نے اس بجٹ میں reflect کئے ہیں۔ یہ ایک زیادتی ہے ہمارے ساتھ۔ اور دوسرا ایک شخصی اسیں mind نہ کریں۔ میں چیف منٹر صاحب سے بھی کہوں گا کہ وہ اس چیز کو mind نہ کریں انکا تو میں نے نہیں دیکھا ہے لیکن اپنے ہمسایوں میں میں نے دیکھا ہے کہ یہاں انکے ساتھ کیا ہوا ہے۔ پہلے سال کا PSDP میں صرف ڈسٹرکٹ قلعہ سیف اللہ کیلئے 104 میلیون رکھے گئے تھے on going schemes کو complete کرنے کیلئے۔ جبکہ اس کیلئے 439 میلیون یعنی 44 کروڑ روپے ریلیز کئے گئے ہیں۔ ہماری ریلیز کا میں نے فرق آپ کو بتا دیا کہ ہمارے سکول کے کمروں کی ریلیز original بجٹ سے نہیں ہوئی ہے، انکا enhance ہو کر کے 10 کروڑ سے 44 کروڑ بن گئے۔ یہ میں سمجھتا ہوں impairment ہے۔ آپ اس چیز کو اگر محسوس کر لیں تو آپ محسوس کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی بھی قانون ہمیں اجازت نہیں دیتا ہے کہ ہم اتنی parity رکھ لیں۔ اور انکے ایریا کی اسکیم میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ایک PSDP میں پتہ نہیں یہ کیا کرتے ہیں اب اپنی مرضی کی کتابیں انہوں نے چھاپنا شروع کر دی ہیں۔ PSDP کا تو پہلا سیکشن جو ہونا چاہیے اسیں original estimate ہونے چاہیے۔ سینڈنمبر میں revised estimate آنا چاہئے۔ تاکہ ہر ایک کے سامنے ہو کہ بابا جعفر خان کو یہ اسکیم ملی ہے original اسکی لاگت کروڑ روپے تھی revised میں اسکی تین کروڑ ہو گئی ہے تو محسوس ہو سکتے ہیں۔ وہاں original چھپا کر کے سارے revised انہوں نے اسیں دے دیئے ہیں۔ لہذا اسکا میں صرف ایک یہ کہ ایک ڈسٹرکٹ کا جو کہ

ارب 36 کروڑ روپے، 23.64 ملین، 47. ملین، یہ approved cost ہے۔ اور 47.337 یہ 47.337 کروڑ روپے ہے۔ یہ اسکیز کب complete ہوں گی؟ یعنی دوارب 36 کروڑ روپے یہ revised cost ہے اور پانچ ارب 74 کروڑ روپے ابھی تک ریلیز ہو گئے ہیں۔ لیکن وہ approved cost ہے کیا ضرورت ہے؟ یعنی کہ آپ وہ اسکیم ختم کر لیں، نئی اسکیم اسمیں جاری کر لیں۔ کیا ضرورت ہے کہ اسکو بار بار repeat کرنے کی، جسکی وجہ سے تمام ایم پی ایز میں یہ لالج آ گیا کہ ہمیں الگ الگ پیسے دے دو کیونکہ اگر پی ایس ڈی پی میں چلی گئیں تو ہمارے پیسے ڈوب جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکا یہ angle غلط ہے۔ اور ہر ایک کو اپنے ایریاز کا پتہ ہو گا اسکی detail میں میں نہیں جاؤں گا لیکن اتنا میں بتا دوں کہ آپ کے سامنے میں نے پچھلے سال کے بجٹ estimates ہی کہ رکھ دیے ہیں اور revised جو 44 کروڑ روپے ریلیز ہوئے ہیں وہ بھی بتا دیے ہیں۔ اسکیم میں دوارب 36 کروڑ کی تھیں، پانچ ارب 74 کروڑ ابھی تک اسکے ریلیز ہو چکے ہیں۔ پر پتہ نہیں اسکا sorry، پانچ ارب 74 کروڑ روپے تک یہ اسکیم میں پہنچ گئی ہیں۔ تین ارب 44 کروڑ اسکے ریلیز ہو چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈولپمنٹ میں priority ہے۔ ایک پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ میں میں سمجھتا ہوں تمام چیزوں کی ایک priority ہے۔ 1993ء میں خود پلانگ اینڈ ڈولپمنٹ کا منستر رہ چکا ہوں۔ آج پتہ نہیں یہ کیا ہو گا ACS ڈولپمنٹ یہ ذاتی نوکر بن گئے ہیں یا کیا ہو گیا ہے کہ PS کا آرڈر بھی وہ اس طرح مانتے ہیں جیسے کہ وہ چیف منستر ہو۔ قمر بیگ ہمارے ساتھ ACS ڈولپمنٹ تھا وہ کہتا تھا سر! آپ اس حد تک جاسکتے ہیں اس سے زیادہ نہیں۔ ہم PSDP کی شکل کو نہیں بگاڑ سکتے کہ کل کو ہم ان لوگوں کو جواب دینے کے قابل نہ ہوں۔ بعد میں پھر ہمارا چیف سیکرٹری بنا۔ آج چیف منستر کے directives تھے، میرے حلقوں کی کچھ اسکیمات ہیں، ذاتی تک بھی میں چلا جاتا ہوں یعنی کہ ثوب ٹاؤن کے واٹر سپلائی کی یہ پوزیشن ہے کہ اٹلر گراؤنڈ واٹر ہاں نہیں ہے بالکل کوئی ٹیوب ولی جتنے بھی لگائے ہیں وہ بارہ میں نے لگائے ہیں وہ سب ناکام ہو گئے ہیں۔ سیالازی میں ایک ڈیم ہم لوگوں نے بنایا اُن لوگوں سے ہم نے request کی شیرا نیوں نے پانی دیا اور مولا ناباری صاحب سے request کی انہوں نے تعاون کیا اُن لوگوں کو ہی وہ کام دے دیا انکو obligate اُس کام میں کر دیا، وہ پانی آ رہا ہے 12 کروڑ روپے کی لگت سے۔ اُس سے متعلق چیف منستر کے directives تھے کیونکہ یہ گڑ بڑ والی اسکیم ہے اس سال اس کو مکمل کر دو۔ یعنی کہ بارہ کروڑ سے ایک کروڑ روپے اُس نے ریلیز کیا ہوا ہے۔ ابھی ایک کروڑ کا پانچ خریدیں یا کھدائی کریں یا دوسرا کریں۔ importance یہ ہے کہ ایک لاکھ کی آبادی کے شہر

کیلئے اگر وہ ایک کروڑ، ثوب شہر میں جو اسوقت آپ کے شروع ہے تاؤن ڈولپمنٹ میں کروڑ کی لاگت سے، اسکے لئے اس سال چیف منٹر سے میں نے request کی تھی اُنکے آفس سے، انہوں نے directive کی کہ اسکو complete کرنے کی کوشش کریں۔ اسکے لئے چچاں لاکھ ریلیز کئے گئے ہیں۔ غصب تو یہ ہے کہ شیرانی کی تمام اسکیمیں انہوں نے ثوب میں show کر دی ہیں جو contractor اسکیمز ہیں۔ ابھی ایک نئی اسکیم contractor priority programme جسکا contractor ہے۔ جسکا تنٹرا ہوتا ہے وہ جا کر کے پی اینڈ ڈی کو پیسے لگا دیتا ہے۔ اسکے وہ ریلیز کر دیتے ہیں۔ چیف آف سیکشن معلوم ہے کہ کس کو تنا پرستیج دیتا ہے۔ میرے حلقوں میں جو اسکیمات کو پیسے دیئے گئے ہیں اکثر اسکیمز اسکیم نہیں ہیں۔ یہی Contractor priority schemes ہیں۔ میری اپنی PSDP revised PSDP نمبرز میں اسکیمز اسکیم تفصیل میرے پاس ہے، سب کچھ میرے پاس موجود ہے۔ یہاں تک میں آپکو بتاتا ہوں کہ یہ بھی ثوب کی contractor اسکیم ہے۔ یہ سیکیور جنکا میں نے پہلے ذکر کیا ایگر لیکھ، لائیوٹاک، ایجوکیشن، ہیلتھ، پی ایچ ای، ایریکیشن، فارست، منزلاں کے متعلق میں نے 25 نومبر 2008ء کو اسی ایس ڈولپمنٹ کو ایک لیٹر لکھا تھا کہ ان اسکیموں کو بہت کم priority دی گئی ہے لہذا آئندہ بجٹ میں یا موجودہ بجٹ میں انکو آپ priority دے دیں تاکہ ایک social uplift بھی اس صوبے کا ہو جائے۔ صرف نہیں کہ ہم ہر جگہ ڈامبر لگادیں اور لوگوں کو کیا ایک پک آپ ادھر سے گزرتی ہے یا گدھا گاڑی گزرتی ہے اس پر ڈامبر نہ ہوائے لئے پینے کا پانی ہو یا کوئی ڈیم بنادیا جائے یا کوئی پیرا رل ایریکیشن اسکیم بنادی جائے ان چیزوں کی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ اور دوسرا جو میں نے کہا کہ ایک واٹ پیپر میں بھی اسکا ذکر ہے:

The districts which have been attracted better flow of the resources are such and such .

میں نام نہیں لوں گا اس میں ہے:

Where the development activities seem to be constraint . It is evident that the Districts which have less provision of funds are mostly backward as compared to the Districts which are well off

and with regard to social economic indicators . The above reflectee charge warrants a policy changed to divert more resources to bring these districts at par with comparitively developed ones .

یعنی کہ کچھ ڈسٹرکٹس کو earmark کیا گیا ہے جو already developed flow دی گئی ہے کہ کچھ ایریا زایسے ہیں خود ہی وائٹ پیپر کہتا ہے کہ وہ ایریا زادہ ڈسٹرکٹس جو رہ گئے ہیں بجت میں چاہئے کہ ان ڈسٹرکٹس کو ہم earmark کر دیں یا ان ایریا زادہ ہم at par لے آئیں جیسے ہم مرکز سے کہتے ہیں کہ بلوچستان رہ گیا ہے وہ ایک مظلوم صوبہ ہے یا less مسائل ہیں یہاں پیسے نہیں ہیں ہمیں پیسے زیادہ دے دو۔ یہی حال inter-development کا بھی ہے۔ بھی میں سمجھتا ہوں کہ ہم کو کسی حساب سے کرنا چاہیے۔ یہاں تک زیادتی ہوئی ہے یہ میں آپ کو دکھا دوں کہ:

Construction of new Sabzi Mandi and Mutton Market out of City ,
Zhob Town .

یہ پھر گرام contractor priority پر گرام ہے۔ میں اس کو کہوں گا۔

The revised PC-1 of the scheme consisting of 113 millions were considered . The PC-1 of the scheme envisages construction of road structure works , parking area , waiting hall . The original PC-1 of the scheme was approved in the PDWP in its meeting held on 3.2.2007 at a cost of 29.23 millions . The PC-1 of the scheme has now revised by the BDA without indicating any justification in the PC-1 . The cost of the revised PC-1 113.29 millions is three hundred and twenty three percent higher than the original approved cost of 29 millions .

تو یہ پی اینڈ ڈی خود کہتی ہے ایک اسکیم کے متعلق کہ یہ 300.23% visio کو اسکو کس کے اوپر ہم لوگ کر لیں۔ کیا ضرورت ہے یہ؟ اور نیچے کیا لکھا ہوا ہے وہ بھی پڑھنے کے قابل ہے۔ یعنی کہ اگر اتنی

آجاتی ہے: discrepancy

The revised PC-1 of the scheme was approved at a total cost of Rs 113 millions which follow break up special to clearance observations of the technical wing of the P&D .

لیعنی کہ ایک جگہ خود وہ کہتی ہے ایک اسکیم کے متعلق کہ 320% کیوں اسکو increase کرنا ہے؟ کیا ضرورت ہے کہ already approved پی سی ون 270 کروڑ کا ہے، 2 کروڑ 70 لاکھ کا ہے۔ اور اسکو تیرہ کروڑ تک پہنچانے کیا ضرورت ہے؟ نیچے لکھتا ہے کہ The revised PC-1 stand approved میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط طریقہ کار ہے۔ اسی طرح اگر ڈولپمنٹ strategy میں آپ دیکھ لیں ایک روڈ ہے راغہ سلطان زی جو کہ:

And construction of blacktopping road Ragha Sultanzai , Malgar-khanzai روڈ 30 کلومیٹر۔ 170 ملین کی اسکیم ہے، 136 ملین پہلے سال اسکے لئے رکھے 92% کام اس کا مکمل ہو گیا ہے۔ اس سال بھی انہوں نے اسی اسکیم کو اسی پی ایس ڈی پی نمبر کے تحت دوبارہ اسی میں reflect کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ غلط ہے کیونکہ یہ پی ایس ڈی پی نمبر 368 ہے دوبارہ اسکو الگ reflect کیا ہے نئی اسکیم کے تحت جس کے اوپر پندرہ لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں 257 ملین کے تحت۔ یہ PSDP 2008-09 میں complete ہو گیا ہے اس کو اسی میں پھر 25 کروڑ روپے کے حساب سے دوبارہ شروع کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی ایک زیادتی اور ظلم ہے۔ وہ یہی راغہ سلطان زی مکمل ہوا ہے دوبارہ going on میں اسکو ڈال دیا ہے۔ یہ چیزیں بھی اسی میں چیف منٹر صاحب سے کیونکہ ان تمام چیزوں کے کام کا سہرا انکے سر جاتا ہے کہ انہوں نے یہ تمام پیسے لائے آج ہم اسکے اوپر بات کر رہے ہیں یہ discrepancies جو رہ گئے ہیں ڈولپمنٹ strategy میں جس کے اوپر میں، ابھی دو ارب روپے انہوں نے رکھے ہیں صرف اس اسکیم کیلئے کہ بھائی آگے گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس نے initiative لینا ہے۔ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹس کا تو یہ حال ہے کہ ACS کہتا ہے کہ یہ اسکیم unfeasible ہے دو کروڑ 70 لاکھ میں ختم ہو جانی چاہیے جبکہ ادھر نیچے اسکے ساتھ لکھ دیتا ہے کہ بھی ٹھیک ہے 13 کروڑ کیلئے approved ہے۔ تو یہ دو ارب روپے کی بھی ابھی انہوں نے گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے identify to یہ رکھنی ہے۔ جبکہ یہ اسوقت میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو سب سے بڑی چیز چاہیے

تھی کہ گورنمنٹ کے جو آفسر ہیں، نواب صاحب، جو ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر کے آفسر ہیں یا سرکاری ملازمین کے ریزیڈنسیز ہیں، اس بار میں نے دو کروڑ روپے اپنے فنڈ سے لیویز لائن بنانے کیلئے دیئے ہیں۔ ڈوب میں لیویز کے رہنے کی جگہ نہیں ہے۔ تو اس طرح کی چیزوں کو میں سمجھتا ہوں تقسیم ہونی چاہیئے۔ اور یہ جو development activity ہے اسکو دوبارہ review کرنا چاہئے۔ ابھی ہیلائے والوں نے دی ہے میں ان کی تعریف کروں گا جو غلط بات ہوتی ہے۔ انہوں نے سب earmark کر دیے ہیں کہ فلاں ہسپتال کے اتنے پیسے ہیں یہ کمیٹی ہے وہ خرچ کرے گی۔ فلاں ہسپتال کی دوائی کیلئے اتنے پیسے ہیں کمیٹی ہے وہ خرچ کرے گی۔ اتنے پر چیز کئے ہیں۔ یہی حال ایجوکیشن کا ہے جسکی میں نے تعریف کی ہے۔ لیکن جدھر غلط ہوتی ہے اسکو ہم لوگوں نے پرانٹ آؤٹ کرنا ہے۔ پھر For what is the planning & development sitting there? اگر ایک چھوٹا اہلکار اٹھ کر اسکیم میں بتانی شروع کر دے تو اسکو خصت کر دو۔ ACS کی کیا ضرورت ہے سیکرٹری پلانگ کی کیا ضرورت ہے؟ چیف آف سیکیشنر کی کیا ضرورت ہے What are they doing or what will they do? تو میں چیف ڈسٹرکٹ صاحب سے یہ request کروں گا اپنے تجربے کی روشنی میں۔ قسم سے میں حقیقت میں کہہ رہا ہوں وضو سے کھڑا ہوں کہ اس طریقے سے اگر ہم چلائیں گے تو یہ بلوچستان ترقی نہیں کر سکے گا (ڈیک بجائے گئے) اس بلوچستان کیلئے ہمیں سوچنا ہوگا۔ بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایم پی ایز کو بھی یہ اسکیم میں نہیں جانی چاہئیں یہ تو overall پی اینڈ ڈی کو ایک میٹنگ کر کے ان سب کے ساتھ review کرنا چاہئے تھا کہ کون سی اسکیم کس ایریے کی ضرورت ہے وہ دے دیں تاکہ provincial اسکیم میں گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی بھی ہوتی اور حلقوہ وار بھی۔ تو چیف ڈسٹرکٹ صاحب سے میری یہ request ہو گی کہ یہ جو PSDP میں جو اسکیم ہیں ان کو آپ اپنی سربراہی میں بیٹھ کر کر لیں اور پھر ان کو دوبارہ review کر لیں (ڈیک بجائے گئے) آپ نے خود پڑھے ہیں۔ جس وقت آپ فناں ڈسٹرکٹ تھے تو آپ بہت چیزیں پڑھتے تھے ابھی میرے خیال میں زیادہ مصروف ہو گئے ہیں تو اسکو تھوڑا kindly اگر پڑھ لیں تو یہ چیزیں آپ کے سامنے آ جائیں گی۔ اور جو details میں نے بیان کیں۔ میں نے تو اس میں 20% بیان بھی نہیں کیا ہے۔ اور میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں ذاتیات میں نہیں جاؤں گا۔ لیکن definitely اس صوبے کے آخر ہم لوگ law makers ہیں ہم لوگ ہی اسکے بنانے والے ہیں۔ اگر ہم لوگ اسکی فکر نہیں کریں گے مجھ کوئی غم نہیں ہے کہ ڈوب کو کم وصول ہو جائے یا فلاں کو زیادہ وصول ہو جائے۔ اب میں صرف ایک اسکیم کا ذکر کروں گا۔ میں صرف یہ کہتا ہوں کہ پورے صوبے کی ترقی ہو جائے، پھر ہم فناں سے کہہ سکتے ہیں مجبور کر سکتے

ہیں کہ اسکو 17% سے لیکر 30 تک بڑھائیں۔ جب 17% کا یہ حال ہوا ہے تو پھر اسکو بڑھانے کی ہم کیا request کریں گے۔ اس دن فناں سیکرٹری نے صاف کہہ دیا ہی وی انٹرویو میں ہمارے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ سر! پچھلے سال کی اگر آپ دیکھ لیں You have not even spent that amount also جو پچھلے سال آپ کو دینے گئے تھے وہ بھی آپ spent نہیں کر سکتے ہیں ان میں سے بھی چار پانچ ارب رہ گئے ہیں۔ ایک تو proper spending کی جائے۔ چیف منٹر صاحب اس کی review خود کریں۔ وہ ان چیزوں کو سمجھتے ہیں پوری انکے ساتھ اپنی ٹیم ہے۔ اور یہ P&D کو بھی تھوڑا اس activate کر لیں۔ ٹھیک ہے کسی ایک ڈیپارٹمنٹ کا ابھی، مولانا صاحب، اگر عین اللہ صاحب ہمیلتھ منٹر ہیں اگر تھوڑا زیادہ لے جائیں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ definitely نو کریوں کیلئے بھی ادھری آتے ہیں دوائیوں کیلئے بھی آتے ہیں دوسرا بھی آتے ہیں۔ لیکن یہ نہ کریں کہ وہ کہیں کہ یہ ہمیلتھ میرا ہے ادھر کتاب رکھ دیں اسکے اوپر بیٹھ جائیں۔ یا مولانا صاحب ہمارے لیبر کے منٹر ہیں وہ بولتے ہیں یہ سب میرے ہیں۔ یا گیلو صاحب ہمارے فناں منٹر ہیں وہ کہہ دیں کہ 142 ارب سب میرے ہیں میں تو واللہ کے ایک روپے بھی کسی کو دے دوں۔ تو پھر ہم لوگ کیا کریں گے۔ اگر ہم لوگ اس طرح کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔ ہمیں ان چیزوں کی طرف دیکھنا چاہئے۔ یہ صوبہ ہمارا ہے لوگوں کا trust، ہم لوگوں ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کی وجہ سے ہے۔ لوگوں کا trust ہمارے اوپر ختم ہو رہے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں۔ میں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب خود ہی اسکو review کر لیں۔ یہ پہلے بھی ایک دفعہ ہوا تھا پھر ہم لوگوں نے اسمبلی میں last session میں نواب صاحب بیٹھے ہوئے تھے اُسی میں بھی غلط اس طرح ہو گیا تھا اُس پر ہم لوگوں نے request کی تھی چیف منٹر صاحب سے کہ آپ دوبارہ review کر کے re-constitute کر لیں۔ جدھر کوئی غلطی ہے اُسکو صحیح کر دیں۔ واقعی جو ongoing scheme ہیں جن کی ضرورت ہے اُنکو پیسے دے دیں۔ یہ نہیں ہے کہ سب ایم پی ایز کی recommendations کے اوپر اسکیم ہو گئی۔

جناب قائم مقام سیکر: میر شاہ نواز مری صاحب!

شیخ جعفر خان مندو خیل: ایک منٹ۔

جناب قائم مقام سیکر: ہو گیا ہو گیا۔ آپ نے زیادہ ٹائم لے لیا۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: میں ایک ذکر کرتا ہوں۔ نواب صاحب کی directives ہیں کہ ماذل ریز ڈینشل اسکوں ثوب کا کہ اسکو اس سال complete کیا جائے۔ یہ اور قلعہ سیف اللہ کا ماذل ریز ڈینشل سکول اور

قلعہ سیف اللہ کیڈٹ کا الج اکٹھے شروع ہوئے تھے۔ مڈل ریزیڈنیشنل سکول آج بھی پینتھ لیوں کے اوپر ہے جبکہ قلعہ سیف اللہ میں کلاسز شروع ہو گئی ہیں۔ Less priority for important schemes اس طرح ہوتی ہیں۔ وہ لسٹ میں اسمبلی کے ریکارڈ میں رکھ دوں گا کہ شیرانی کی تمام اسکیمز ذوب ڈسٹرکٹ میں انہوں نے reflect کی ہیں اور جو contractor priority program وہ بھی ہمارے کھاتے میں ڈال دیا گیا۔ ہماری تو ٹوٹل دو تین اسکیم ongoing میں کی گئی ہیں۔ وہ بھی کسی کو ایک کروڑ اور کسی کو پچاس لاکھ یا اتنا کر دیا بقایا اسکے مساواۓ کوئی نہیں ہوا۔ Thank you for listening تمام ہاؤس کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں بیٹھے رہے۔ اور تمام حوصلے سے سنے۔

Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر: جی شاہ نواز خان مری صاحب۔

میر شاہ نواز خان مری (وزیر کھیل و ثقافت): سُم اللہ الرَّحْمَن الرَّحِيم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ اور سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ اور انکی ٹیم کو تاریخی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ 152 ارب روپے کا یتاریخی بجٹ ہے جس میں چند احسن اقدامات مندرجہ ذیل ہیں:-

ملازمین کی تاخوا ہوں میں 50% اضافہ۔ یونیفارم میں جو سیکورٹی کے اہلکار ہیں انکی تاخوا ہوں میں 100% اضافہ۔ پیش اور میڈیکل ہیلتھ میں اضافہ۔ investment کیلئے ایک خطیر رقم کا رکھنا جسمیں ریکوڈ ک، گواہ پورٹ، سیندک اور دوسرا منافع بخش اداروں میں investment کرنے کیلئے پیسہ رکھا گیا ہے۔ ڈیپارٹمنٹ کی حالت جب سے یہ نظام سسٹم آیا ہے تو انہوں نے ڈیپارٹمنٹوں کو انتہائی تباہی پر پہنچا دیا ہے۔ جیسے کہ ہمارے بھائی جعفر خان مندوخیل صاحب نے کہا کہ کوئی آٹھ نو سال سے کسی بھی تحصیل ہو لیو یہ ہو جیل خانہ جات ہو انکی مرمت ہوئی ہے نہ ان پر کوئی پیسہ خرچ ہوا ہے، اسکو لوں میں سلیٹ، تختی اور کتابیں نہیں ہیں۔ اور similarly باقی تمام ڈیپارٹمنٹس کی۔ جسکے لئے دوارب روپے کا رکھنا یہ بھی قابل احسن مطلب قدم ہے۔ PSDP میں خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے، ہم نے اپنے تمام پراجیکٹ identify کی ہوئی ہیں۔ یہ بھی تاریخ میں sorry --- (مدخلت)

جناب قائم مقام سپیکر: جی جی آپ جاری رکھیں۔

نواب محمد اسلم خان ریسائی (قاائد ایوان): جناب سپیکر صاحب! وزیر خزانہ صاحب کہتے ہیں کہ وزراء کی تاخوا ہوں میں 12% کی کٹوتی کا ذکر آپ نے نہیں کیا۔

وزیر کھیل و ثقافت: نہیں میں کر رہا ہوں تاں جی۔ ابھی تو میں بول رہا ہوں سر!۔ میں نے ختم تو نہیں کیا ہے۔ ہاں تو سر! یہ گیلو صاحب کو جلدی ہے۔ یہ بھی ایک احسن اقدام ہے۔ کیونکہ لوگ عموماً کہتے ہیں کہ وزراء، حالانکہ وزراء کی تنخواہ اتنی زیادہ نہیں ہے۔ میرے خیال میں پچاس ہزاروپے ہے۔ تو اگر وزیر عظیم صاحب، انہوں نے کافی اس میں کمی کی ہے۔ ٹھیک ہے اگر پلک مفاد کیلئے ہم اسکو بھی welcome کرتے ہیں۔ اور یہ ایک اچھا اقدام ہے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہے۔ اچھا اور جی PSDP میں خطیر رقم رکھی گئی ہے۔ اور تمام ایم پی ایز نے identify کی ہے۔ جیسے کہ جعفر خان مندوخیل صاحب نے کہا یہ رقم ہماری نہیں ہے۔ ہم نے صرف پراجیکٹ بتائی ہے۔ کیونکہ جو ایم پی ایز ہوتے ہیں وہ اپنے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انکو پوچھتے ہے کہ کیا چیز ضروری ہے۔ ان الفاظ کیسا تھے میں ایک چیز پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ یہاں پی اینڈ ڈی کو revamp کرنے کی انتہائی ضرورت ہے۔ پچھلے سال جیسے جعفر خان مندوخیل صاحب نے کہا، میں اپنا بتاؤں جی کو ہلو میں ہمارے ساتھ انہوں نے کیا کیا ہے جو PSDP میں رقم تھی ایک اسکول کیلئے آزیبل چیف منشی نواب محمد اسلم خان ریسمنی نے تین directives جاری کیں کہ بھائی اُنکے پیسے ریلیز کریں۔ لیکن پی اینڈ ڈی والوں نے اُنکے میرے پاس تینوں چاروں directives ہیں پیسے بالکل ریلیز نہیں کئے۔ وہی پیسے جان بوجھ کر پھر اس دفعہ reflect کیا گیا۔ اور جو ہمارا آخری Public Representative Programme کا۔ وہ فرست جون کو ہمیں اطلاع دے دی گئی letter ابھیجا گیا اور کہا گیا کہ 7 جون کو آپ پراجیکٹ identify کریں اور A-PC جمع کریں۔ میرے خیال میں یہ کسی کو بھی نہ تو وہ پراجیکٹ جو ہے کسی پر بھی وہ پیسے ریلیز ہوئے نہ کوئی کام ہوانہ ٹینڈر ہوا۔ تو پی اینڈ ڈی میں ضروری ہے کہ اسکو reorganize کریں۔ اور یہاں پر مرضی سے جو چاہتے ہیں کرتے ہیں۔ جسکا چاہے ریلیز کریں جسکا چاہے روکیں۔ باڈشاہ بنا ہوا ہے۔ اور ہم ایک ایک سیکشن آفیسر اور ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کے جوان چارج ہیں، ہم تمام دن ایک ایم پی اے غریب جا رہا ہے ایک اُتر رہا ہے ایک چڑھ رہا ہے۔ ایک جا رہا ہے۔ تو ہم سے پہلے ٹھیکیدار جیسے کنٹریکٹرز جو انکی priorities ہیں ان کی جو ریلیز ہو جاتی ہیں۔ ٹھیکیدار خود جاتے ہیں پیسے دے دیتے ہیں پیسے ریلیز کرواتے ہیں۔ اُنکا کام بھی ہوتا ہے۔ تو میں وزیر اعلیٰ کو بھی request کروں گا کہ مہربانی کر کے P&D کو revamped کر کے اور اسکی reorganization کریں۔ اب میں ایک چھوٹی سی چیز بتاؤں۔ یہ کرتے کیا ہیں کہ جی A-PC بن گیا بننے کے بعد کہتے ہیں کہ ٹینکنیکل کمیٹی کو بھیج دو۔ اب جس کاروکنا ہے۔ ٹینکنیکل کمیٹی کے چار ممبر ہیں۔ اب A-PC بن گیا۔ اس میں سیکرٹری

سی اینڈ ڈبلیو کے سینئر موسٹ سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو کے دستخط ہیں۔ اسکے باوجود ابھی جی ایکسین ٹینکنل کمیٹی میں ایکسین بیٹھے ہوئے ہیں۔ ٹینکنل کمیٹی میں چار آدمی ہیں۔ A-PC پہلے ایک کے پاس جائے گا ایک ہفتہ دون، مہینہ ڈیڑھ مہینہ جب اسکی مرضی ہے اسکور کھے گا۔ پھر اسی A-PC کو دوسرے ٹینکنل کمیٹی ممبر چارمبر کر کے پھر یہ جناب! آگے ACS کو جاتا ہے۔ پھر پروفل گورنمنٹ ورکنگ پارٹی کی میٹنگ ہے۔ اب جس پارٹ کو رکھنا ہے اس میں رکھیں گے نہیں تو اسیں چھوٹا موتا اعتراض کر کے اس طریقے سے رکھیں۔ last year میں ریکارڈ پر کہتا ہوں ہمارے کوہلو کے لئے صرف دو کروڑ روپے ریلیز ہوئے دو کروڑ میں لاکھ روپے اور ایک پیسہ بھی نہ ریلیز ہوانہ ہمارا کام ہوا۔ ہم کس کے پاس جائیں؟ یہ نہیں ہے کہ چیف منٹر صاحب نے direction کے بعد وہ بادشاہ بننے ہوئے ہیں جی۔ تو اس وجہ سے میں چاہتا ہوں کہ اس کیلئے کوئی date مقرر ہو کہ بھی ایک A-PC کتنے عرصے میں بنایا جا رہا ہے۔ یہ خود بنائیں کیوں نہیں بناتے ہیں؟ کوئی بی ڈی اے کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ کوئی پرانی یوٹ بنارہا ہے۔ کوئی کہاں سے کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو زیادہ ظلم ہے جی۔ تو انہی الفاظ کے ساتھ میں ایک دفعہ پھر آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور وزیر اعلیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اچھا بجٹ پیش کیا اور یہ ایک تاریخی بجٹ ہے۔ اور میرے خیال میں اس amount سے آگے دس سال کو میں نہیں دیکھ سکتا ہوں کہ 152 ارب بھی کبھی پیش ہوگا۔ ایک دفعہ پھر میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔

Thank you very much.

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ روپیہ عرفان صاحبہ!

محترمہ روپیہ عرفان: شکریہ جناب سپیکر! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر بولنے کا موقع دیا اور اس موقع کے ساتھ ساتھ آپ کے سطح اور اس ایوان کے سطح سے میں وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب محمد اسماعیل رئیسانی صاحب، وزیر خزانہ میر محمد عاصم کرد گیلو صاحب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ ان حالات میں انہوں نے یہ بجٹ بنایا یہ قابل تعریف ہے۔ جناب سپیکر! بلوچستان، آج کا بلوچستان، جناب سپیکر آج کا بلوچستانی وہ ایک باشمور ایک ایسا باشمور جو باسٹھ سال بعد آج کے بجٹ کو وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس بجٹ میں کیا ہے۔ کل کا بلوچستانی وہ تھا جو صرف بجٹ کی تقریر میں اپنے مفاد، گھر بلوچیزوں کی جو قیمتیں اُنکے بجٹ کے بیلنٹس کے بارے میں یا بجٹ کس طرف جا رہا ہے۔ اس بارے میں انکو شعور نہیں تھا۔ اور آج کا بلوچستانی باشمور ہے اسے اچھی طرح پتہ ہے کہ بجٹ کس نے بنایا۔ کیا یہ عوامی بجٹ ہے؟ یہ تیسری مرتبہ اس گورنمنٹ میں جو بجٹ پاس ہو رہا ہے۔ کیا یہ عوام نے

بنایا ہے یا عوامی مفاد کیلئے بنائے۔ یا انکے اُن عوامی نمائندے تجسسیڑھ جو آج ان کریمیوں پر بیٹھے ہیں۔ کیا یہ انکی رائے سے بنائے ہے؟ یا ان دردناک یا میں کہوں خطرناک جن کے دروازوں پر یا ان سیڑھیوں پر جانے میں پاؤں لرزتے ہیں۔ یہ بیوروکریٹس نے بنایا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عوامی بجٹ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب، ہمارے وزیر خزانہ صاحب انہوں نے اپنی انتحک محنت سے تمام ممبر ان کو اپنے confidence میں لا کر یہ بجٹ پاس کروایا۔ جناب سپیکر! یہ ایک تغیری تقید ہے۔ ہم کسی کی ذات پر یا کسی کے personality یا character پر تقید نہیں کر رہے ہیں۔ کہ یہ ہمارا ہم سب کا بلوجستان کے عوام کا بجٹ ہے بلوجستان کا بجٹ ہے۔ ضرور اسی میں خامی و کمی بیشی ہوگی، اس پر تقید کرنا تغیری تقید کرنا یہ ہمارا فرض بتا ہے۔ اسکی نشاندہی کرنا ہمارا فرض بتا ہے۔ جناب سپیکر! بھتر ج ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے خود ہی کہا کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنی ذاتی دلچسپی دن رات وہ وہیں موجود تھے۔ اور اسلام آباد میں ہر مینگ پر انہیں آگاہ کیا انتیز یہ مرنسٹر کو، وزیر اعظم صاحب کو یا صدر صاحب کو کہ ہمارے صوبے میں کیا ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ پچھاں فیصد ملازمین کی اور سو فیصد جو یونیفارم والے ملازمین ہیں انکی تنخوا ہوں میں اضافہ کیا۔ جناب سپیکر! اضافہ کے ساتھ ساتھ انہیں وہ مراعات دینی چاہئیں، ہماری یویز کو جب بحال کیا گیا، جس طرح فوج کو، جس طرح فوج کی تنخوا ہیں ہوتی ہیں وہ ہماری سرحدوں کو سنبھالتی ہے اسی طرح یویز وہ ہماری اندر وہی سرحدوں کو سنبھالتی ہے انکو بھی وہی مراعات دی جائیں جس طرح فوج کو دی جاتی ہیں۔ جناب سپیکر! ان مراعات کے ساتھ ساتھ انکی تنخوا ہوں میں اضافہ کے ساتھ ساتھ انکی وہ گاڑیاں جو پچھلے decades سے بیس سال سے یا تیس سال سے چل رہی ہیں، کیا وہ اُن ٹیئر سٹس کا مقابلہ کر سکتے ہیں کہ آج کے اس جدید دور میں اُنکے پاس وہ Weapons M-III یا M-14 یا G-III اُنکے پاس ہیں؟ جو آج کل ٹیئر سٹ استعمال کر رہے ہیں۔ جو آسمان سے لیکر زمین تک وہ ہر طرف سے ہماری بیزار قوم کو، اس غریب قوم کو، اس بلوجستان پر جو آج پوری دُنیا کا فوکس ہے اسے ٹارگٹ کرنا چاہتی ہے۔ جناب سپیکر! مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے تمام سیکٹر زکو اسی شامل کیا ہے۔ اسکے ساتھ ساتھ یہ بات بھی بہت خوش آئند ہے کہ حکومت نے اور اُنکی دلچسپی نے، ہماری کابینہ کی ہمارے ممبر ان کی کہ جو اور ڈرائافت تھا۔ یہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب وزیر اعلیٰ صاحب کی کاؤشوں سے ان کی محنت سے یہ اور ڈرائافت جو ایک طوق تھا طوق لعنت تھا وہ ہمارے گلے سے ختم ہو چکا ہے۔ اسکے لئے اُن کو مبارک باد پیش کرتی ہوں۔ (ڈیک بجائے گئے) اور گیس رائٹی، جو گیس رائٹی کے بقایا جات کی مد میں این ایف سی ایوارڈ کے حوالے سے بلوجستان کو جوار بولوں روپے اضافی فنڈز ملے ہیں

اسمیں بھی موجودہ حکومت کی کاوشیں ہیں۔ جناب پیکر! یہاں جس طرح ماضی کے ہمارے وزیر خزانہ صاحبان ہمیشہ یہ کہتے تھے کہ یہ غریب پروگریٹ ہے۔ غریب دوست بجٹ ہے۔ عوامی بجٹ ہے۔ خدا کرے کہ آئیوالا کل ہی تباۓ گا کہ ہمارا یہ بجٹ یہ غریب پروگریٹ ہے، غریب دوست ہے یا عوامی ہے؟ یا اسے عوامی نمائندوں نے بنایا ہے یا یہ بجٹ میرے اس سوال سے بالاتر ہے میرے اس سوچ سے بالاتر ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتی میری سمجھ سے یہ بالاتر ہے کیا عوامی نمائندے ایسے بجٹ کو approve کر سکتے ہیں؟ جس کاریوائز بجٹ پیش ہی ہے ہو۔ جس کا عوامی نمائندوں کو معلوم ہی نہ ہو کہ اس بجٹ کی کتاب میں کیا لکھا ہے؟ جناب پیکر! آپ یہاں کسی سے بھی پوچھ لیں کہ Do they know یہ ریواائز بجٹ کیا ہے؟ اور آپ کے 2008ء کا جو ریواائز بجٹ ہے؟ Did they study that? کیا انکو معلوم ہے انکی کن اسکیمات میں جو اسکیمیں ہیں وہ کمل ہو چکی ہیں یا اُنکے لئے کیا تخمینہ رکھا گیا ہے؟ جناب پیکر! feel It is a pity. And I کا ایسے legislators جنکی زبان عوام کی زبان ہونی چاہیے۔ جناب پیکر! ٹھیک ہے یہ اچھا اقدام ہے کہ انہوں نے تمیں فیصلہ ڈسپارٹمنٹس کو دیا ہے۔ مگر کیا ڈسپارٹمنٹس وہ نشاندہی کر سکتے ہیں جو عوامی نمائندے کرتے ہیں؟ عوامی نمائندے زیادہ بہتر طریقے سے احسن طریقے سے جانتے ہیں کہ انکے صوبے کا فنڈ کہاں اور کس جگہ پر ہونا چاہیے۔ جناب پیکر! جس طرح سے آج کا بجٹ ایک خوبصورت تصویری طرح پیش کیا جا رہا ہے، ماضی کے تمام بجٹ اسی طرح framed ہو کر تصویریں لگائی گئی ہیں۔ کیا جو ہم عوامی نمائندے یہاں میٹھے ہیں یہ بجٹ ہمارے عوام کے مفاد کیلئے بنائے گئے تھے کیا عوام اس بجٹ سے مطمئن ہیں؟ اور جناب پیکر! جب ماضی میں ایک بار بجٹ جب پاس ہوا کرتا تھا تو پورا سال وہ غریب کبھی مڑ کے بھی نہیں دیکھتا تھا کہ آٹے کی قیمتیں اوپر جائیں گی یادوؤدھ کی قیتوں میں اضافہ ہو گا یا دال کی قیتوں میں۔ جو دال کی قیمتیں آسمان سے باہمیں کر رہی ہوں گی۔ مگر آج کا غریب آج کے عوام کو یہی ڈر ہے کہ کل کو جب میں اٹھنگا یہ مہنگائی آسمان سے باہمیں کر گی اور آج عوام کو جانا چاہیے کہ کل کی بُنیت آج چار سو فیصد تمام چیزیں مہنگی ہو چکی ہیں۔ یہ ہمارا فرض بتا ہے کہ ہم انہیں بتائیں کہ آج کی جو اشیاء خود دنوں ہیں آئمیں کتنا پرسدھ اضافہ ہوا ہے۔ جناب پیکر! جس طرح بلوچستان میں تعلیم کے شعبے کو سراہا ہے بالکل بیشک تعلیم کو اولین ترجیح ہم دیتے ہیں اور اس شعبے میں لگایا جانے والا جو بجٹ ہے وہ بلاشبہ سب کے فائدے کیلئے ہے۔ عوام کے فائدے کیلئے ہے ہمارے فائدے کیلئے ہے ڈسٹرکٹ کے ہماری قوموں کے ہمارے صوبے کے۔ مگر جناب پیکر! Only if the funds are implemented. سال ختم ہو جاتا ہے وہ اربوں کروڑوں روپے جو آج ہم announce کر رہے ہیں اور اسکی واہ واہ کر رہے ہیں وہ

سال کے آخر میں دوبارہ lapse ہو کر وہ واپس جس جگہ سے آئے تھے ہم دیکھتے بھی نہیں ہیں کہ کہاں سے آئے تھے اور وہی بند ہو جاتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں آپکے توسط سے آزادیبل منظر آف ایجوکیشن سے یہ کہوں گی کہ اپنے تمام ممبر ان کو چاہے آپکا ڈیپارٹمنٹ نمائندہ کریگا، ڈیپارٹمنٹ کا جو کام ہے 33 فیصد آپکو موجود یئے گئے ہیں ڈیپارٹمنٹل فنڈز، آپ اس عوام کو خدا یا اپنے confidence میں لیں۔ اُنکے توسط سے اُنکے ڈسٹرکٹس میں یہ کام کئے جائیں۔ جناب سپیکر! کیونکہ یہ آپکا اور میر امعالمہ نہیں یہ بلوجستان اور بلوجستان کے عوام کا معاملہ ہے۔ یہ بلوجستان کا فنڈ ہے جناب سپیکر! آج اس فورم پر میں جو بات کر رہی ہوں یہ بلوجستان کی بات ہے اور یہ بلوجستان کے عوام کی بات ہے یہاں کا فنڈ ہے یہاں کا حق ہے۔۔۔ (مداخلت)

پیر عبدالقدار گیلانی: منظر فناس صاحب کو مرکب روایتیں یا point out کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سیکرٹری اسمبلی آپ گن لیں۔

محترمہ روینہ عرفان: جناب سپیکر! Should I continue? or should I wait for the quorum to complete ?

جناب قائم مقام سپیکر: پانچ منٹ کے لئے کورم کی bell بجائی جائیں۔

(کورم کی گھنٹیاں بجائی گئیں۔ اجلاسِ دومنٹ کے وقت کے بعد دوبارہ شروع ہوا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی محترمہ روینہ عرفان صاحبہ!

محترمہ روینہ عرفان: شکر یہ جناب سپیکر! جس طرح میں بات کر رہی تھی تعلیم کے حوالے سے۔ جس طرح میں بات کر رہی تھی اپنے آزادیبل ممبر آف ایجوکیشن کی توجہ کہ ہمارے ممبر ان کو ساتھ لیکر کر چلیں تاکہ وہ اپنے اپنے ڈسٹرکٹس میں وہ اچھی طرح جانتے ہیں وہ عوامی نمائندے ہیں کہ کس جگہ پر کوئی سکول کوئی دیوار کوئی بچوں کے کالج کی ضرورت ہے۔ جناب سپیکر! آج تعلیم کے شعبے میں ایک اچھی خاصی رقم ہے جو بہت اچھا اقدام ہے مگر اسکی implementation یا آپ legislators ہمارا سب کا کام۔ اور یہ تب ہی ہو سکتا ہے، coalition اور سب کو ساتھ لیکر چلنا ہے۔ تو میری اس بارے میں یہی request ہے اور آزادیبل minister صاحب سے یہی request ہو گی کہ زیادہ تر توجہ گرلز اسکولوں پر بچیوں کے سکولوں پر دیں اور خاص طور پر ان ٹیچرز پر جو دیہی علاقوں میں تعینات ہیں انکو کم از کم جس ڈسٹرکٹس سے انہوں نے وہ سیٹیں لی ہیں انہیں تین سال یا چار سال تک وہاں پابند کریں۔ جس طرح جناب سپیکر! آپ کو تو اچھی طرح معلوم ہے کہ پچھلے ادوار میں یہ قرارداد ہم نے اسی جگہ پاس کروائی۔ انہیں پابند کریں کہ جس جگہ کی سیٹیں وہ لے کر آئے ہیں وہ چار سال

تک کم از کم وہاں ڈیوبنی دیں تاکہ وہاں ہمارے سکول خالی نہ ہوں۔ اور جب وہ ٹیچرزوں سے چلے جاتے ہیں تو وہاں ان کی اسامیاں پڑنہیں کی جاتی ہیں۔ اسی طرح جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ UNICEF کی طرف لے جاتی ہوں۔ ٹیچرز کے بارے میں ان کے ایسے پروگرامز چلتے ہیں کہ تین سال تک وہ دیہی علاقے کے ٹیچروں کو کام دیتے ہیں۔ مگر جناب سپیکر! کیا انہوں نے سوچا کہ تین سال کے بعد ہم تو وہاہ کرتے ہیں اور اخباروں میں انکی تعریف آ جاتی ہے۔ تین سال کے بعد وہ کہتے ہیں کہ وہ ٹیچرز جانیں وہ سکولز جانیں، ہم سکول کو ٹیچر کو گورنمنٹ کے ہاتھ دے دیتے ہیں۔ مگر کیا بیچاری گورنمنٹ اُس ٹیچر کیلئے وہ پوسٹ کہاں سے قائم کریں گی۔ جناب سپیکر! آپ کے توسط سے میں آزمائیں ملٹری سے کہوں گی کہ اسکا نوٹس لیں کہ ایسی این جی اوزایے ادارے جو ان ٹیچرز کو تین سال کیلئے پابند کرتے ہیں وہ تین سال تو کیا انکو گورنمنٹ کے ساتھ پابند کریں۔ سال اول سے تاکہ وہ سکولز خالی نہ رہیں اسکے دروازوں پر تالے نہ پڑ جائیں یا وہ سکول بھیڑکریوں کیلئے استعمال نہ ہوں۔ جناب سپیکر! اسکے ساتھ ساتھ میں سمجھتی ہوں کہ صحت، صحت کے شعبے میں اچھی خاطر خواہ رقم ہماری گورنمنٹ نے رکھی ہے۔ اور ان مشکلات کا مقابلہ کرنا صرف ہمارے صحت کے آزمائیں ملٹری صاحب کے ہاتھوں میں نہیں جب تک کہ آپ انہیں پابند نہ کریں جناب سپیکر! کہ ہر ڈسٹرکٹ کا ممبر ہر تھیصل، ہر ایم پی اے کے ساتھ وہ پابند ہو اور انہاں فنڈ اُنکے توسط سے اُن ڈسٹرکٹس میں خرچ کریں۔ جناب سپیکر! ہمارے پاس ہمارا جو پراجیکٹ ہے جو سب سے بڑا ہسپتال بولان میڈیکل کمپلیکس وہاں بھیڑکریوں کو بھی لے جانا میں سمجھتی ہوں بدتر ہے۔ جس طرح سے وہاں کی صفائی کا نظام ادویات کا نظام۔ جناب سپیکر! یہ عوام کا حق بتا ہے کہ انہیں اچھی facilities ملیں اور یہ گورنمنٹ کا فرض بتا ہے کہ وہ اچھی facility دیں۔ جب ہماری حکومت نے، وزیر اعلیٰ صاحب بعض اپنی کیبینٹ کے وہاں اتنے فنڈ رخصیض کیتے گئے ہیں تو کیوں نہ وہ فنڈ زانہی ممبران کے توسط سے خرچ کیتے جائیں۔ جناب سپیکر! آپ custodian ہیں پلیز! آپ یہ روشنگ دیں گے کہ وزیر صحت With this amount of funds ہسٹری میں اتنا بڑا فنڈ بھی بھی بلوچستان کیلئے نہیں آیا ہے۔ تاریخ میں سب سے بڑا فنڈ اس حکومت نے شعبہ صحت کو دیا ہے۔ جناب سپیکر! مولانا صاحب آزمائیں ملٹری سیلکٹ کو پابند کریں کہ اپنے توسط سے تمام ممبروں کو ساتھ لیکر چلیں۔ جناب سپیکر! کہ جب سال ختم ہو جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ فنڈ lapse ہو چکے ہیں۔ آپ نے نشاندہی نہیں کی۔ اور ایک آدمی اسکو کرنہیں سکتا ہے جناب سپیکر! ہر ڈسٹرکٹ کا معاملہ ہر ڈسٹرکٹ legislator کا جانتا ہے۔ ہر ڈسٹرکٹ کی جو مجبوریاں ہیں وہ ہر ڈسٹرکٹ کا حق ہے اسکو دیا جائے۔ جناب سپیکر! ان ڈاکٹرز کو وہاں

چار سال تک پابند کیا جائے جس ڈسٹرکٹس سے وہ سیٹ لیکر آئے ہیں۔ تب ہی جا کروہ خالی بخربوسپتال پڑے ہوئے ہیں ڈسٹرکٹس میں وہ کام کریں گے۔ اور ایسے نرسز کو رسن کروائیں جناب پسکر! اپنے توسط سے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے توسط سے کہ وہ روزگار فراہم کریں ان لوگوں کیلئے۔ ایسے آئی کیمپس لگائیں یہ جو وباء پھیلی ہوئی ہے بلوچستان میں جو skin disease پھیلا ہوا ہے اور خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے ادویات کیلئے جناب پسکر! منشہ صاحب کو یہ نوٹ لینا چاہیے کہ یہ جو ادویات خریدیں گے اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی اس اسمبلی کی ہو، جو ادویات خریدی جائیں گی وہ دوہر کی نہ ہوں اور وہ ایسے ملک کی ادویات نہ ہوں جو وہاں سے expire ہو کر یہاں آئی ہوں۔ جناب پسکر! یہ تمام چیزیں تب ہی ہو سکتی ہیں جب ہم مل کے ایک دوسرے سے ایک مخلصانہ طور پر اپنے لوگوں کیلئے عوام کے مفاد کیلئے کام کریں تب ہی جا کر ہو گا اور مخلصی سے ہو گا۔ جناب پسکر! جہاں بی ایچ یو نہیں ہے جہاں ایم سی ایچ سینٹر نہیں ہے جہاں ہسپتال نہیں ہے ایسے reflect ہوئے ہیں بجٹ کی کتاب میں جس ڈسٹرکٹ میں 36 کروڑ کا پراجیکٹ شروع ہے چھاس بیڈ کا ہسپتال بن رہا ہے اسکے لئے ایک کروڑ فنڈ رکھنا یہ کہاں کا انصاف ہے؟ اور ایسے ڈسٹرکٹس جہاں وہ ابھی تک بنا نہیں ہے اسکی نیاد رکھی نہیں گئی ہے، کروڑوں روپے کا فنڈ وہاں رکھا گیا ہے۔ میں اپنے آزادی میں چیف منشہ سے یہ request کروں گی کہ please جس طرح انہوں نے کہا اور جس طرح جعفر مندو خیل صاحب نے کہا کہ اُنکے توسط سے چیف منشہ صاحب کے توسط سے، وہ تمام لوگوں کو confidence میں لیں وہ اُنکے confidence میں ہیں۔ ایک دفعہ نظر ثانی کریں کہ کن علاقوں میں، واقعی یہ بات ہو رہی ہے یا نہیں؟ یا اُنکے نوٹس میں لا یا جائے۔ ایک کمیٹی ہو، جس طرح سے چیف منشہ صاحب نے پچھلے بجٹ میں کیا تھا اسی طرح اب بھی ہو۔ جناب پسکر! بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ زراعت کا شعبہ، ایگر یکچھ، جب بھی آپ ایگر یکچھ کا سوچو گے تو باباۓ آدم کے زمانے کا آپ سوچو گے۔ باباۓ آدم کے زمانے میں زراعت شروع ہوئی تھی۔ زراعت ہی کی وجہ سے آج دنیا بی ہے۔ آج زراعت ہماری اس اسمبلی کے فلور سے اور بجٹ سے out ہے۔ تو جناب پسکر! زراعت کے شعبے میں عوام کی زندگی، بلوچستان کے عوام کی جوزندگی ہے وہ زراعت سے وابسطہ ہے۔ اسیں فنڈ زندہ رکھنا میں آزادی میں چیف منشہ سے ایک بار پھر request کروں گی کہ غریب عوام کے توسط سے، غریب عوام کی خاطر آپ ایک دفعہ پھر please اس پر نظر ثانی کریں۔ کیونکہ بلڈ وزرہ اور زہارے پچھلے سال کے پچھلے ادوار کے پڑے ہوئے ہیں جناب آزادی میں منشہ صاحب۔ چیف منشہ صاحب، دو لاکھ سے تین لاکھ بلڈ وزرہ اور زپڑے ہوئے ہیں جبکہ بلڈ وزرہ ہی نہیں ہیں۔ ہمیں چاہیے تھا کہ پانچ سو بلڈ وزرہ ایگر یکچھ ڈیپارٹمنٹ کو دیتے منشہ کیوں۔ (ڈیک بجائے گئے) کم از کم

پانچ سو فوری طور پر دوسو بلڈوز خریدے جائیں تاکہ وہ تمام علاقوں میں، کیونکہ غریب لوگ ہیں انکی بارانی زمینیں ہیں، خبر زمینیں ہیں انکو بلڈوز رکھنے ائے عوامی نمائندے دینے گے تاکہ وہ کام کر سکیں۔ ہمارے پچھلے سال کے بھی تین لاکھ رکھنے پڑے ہوئے ہیں۔ ایک اچھا اقدام ہو گا چیف منسٹر صاحب کی طرف سے ائمیں حکومت کی طرف سے جناب سپیکر! حیوانات Livestock is an other imoprtant subject جنگل جنطحی سے آئمیں جو رکھی گئی رقم ہے، میں صحیح ہوں آئمیں مزید دیکھا جائے اور جو آسمیں lapse ہو چکے ہیں اسکی وجہ جانبی چاہیے کہ کیا یہ ڈیپارٹمنٹ کام نہیں کر رہا؟ اسکے فنڈ زبانہوں نے use نہیں کیے کیا وجہ ہے؟ کیونکہ فارم ٹو مارکیٹ یا جو cattle breeding ہے sheep breeding ان کے جو پرا جیکلش ہیں وہ ابھی تک عوام تک نہیں پہنچے۔ جناب سپیکر! یہ ضروری ہے اور بہت ہی اہم ہے۔ خوارک کی مدد میں 9 ارب روپے It is reflected in the budget ہر سال خریدتے ہیں۔ وہ گندم اپنے پیسے خود لاتی ہے۔ تو Why should we keep this اسکو، ہم ایک اچھی جگہ رکھیں تاکہ لوگوں کیلئے استعمال کریں۔ نہیں کہ اگلے سال ہم پھر کہیں کہ وہ پیسے بھی چلے گئے اور lapse ہو گئے۔ اور میں آزادیبل منسٹر سے یہ کہوںگی کہ جو گندم جس ڈسٹرکٹ کا حق نباتا ہے آپ اس ڈسٹرکٹ کے ممبر کو یا منسٹر کو یا نمائندے کو please اپنے confidence میں لیں تاکہ وہ گندم جو پڑی ہے گواداموں میں وہ سیاہ نہ ہو جائے اور غریب عوام کے پیٹ تک نہیں پہنچے۔ آزادیبل منسٹر! اگر آپ پچھلے سال کی جا کر دیکھیں اسکی روپرلوں آپ مغلوالیں جن گواداموں میں جو گندم پڑی ہوئی ہے وہ خراب ہو چکی ہے اور وہ ہمارے ملک کیلئے فائدہ مند ہے نہ صوبے کیلئے نہ اس ڈسٹرکٹ کیلئے۔ اس کی بوری کو پھر آپ نوے روپے میں بھی اور ساٹھ روپے میں بھی نہیں بحق سکتے جو آپ آٹھ سو یا نو سو روپے میں لیں گے۔ ائمیں تقسیم ضروری ہے۔ جناب سپیکر! یہاں جو فنڈ ز آتے ہیں ہمارا فرض بتا ہے اس ایوان کا فرض بتا ہے کہ اسکی نشاندہی کریں اور آزادیبل منسٹر کی توجہ میں لا کیں۔ ہم ذاتی کسی پر attack نہیں کر رہے ہیں یہ personal ہمارا جنطحی سے جعفر مندو خیل صاحب نے کہا فنڈ نہیں ہے یہ پرشل آپ کو یا مجھے پیسے نہیں ملتے ہیں یا مولانا واسع صاحب کو نہیں ملتے ہیں یہ عوام کا فنڈ ہے جس کی ہم نشاندہی کرتے ہیں جہاں یہ خرچ ہوتا ہے اور implement ہوتا ہے۔ مگر وہ implement ہوتا ہے یا نہیں ہوتا یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم منسٹر صاحب کی توجہ وہاں لا کیں اور لا کیں۔ communication and work جناب سپیکر! جب communication چھجھ ہو گی تو صوبے کے معاملات چھجھ ہو گے۔ ہم ایک دوسرے سے مل سکیں گے۔ ایک ڈسٹرکٹ دوسرے سے ملے گا۔

صحیح معیار کی روڈ زینٹس گی تب ہی جا کر صوبے کا نام ہوگا۔ مواصلات ایک ایسی منشیٰ ہے جس پر ہمیشہ سے تقید یا اس پر نشاندہی ہوتی ہے جس سے منشیٰ صاحب کو یا کسی کوڈا تی اسے لینا نہیں چاہیے یا کسی گورنمنٹ کو بھی۔ ناقص میٹریل استعمال کرنا، عوامی نمائندے جو ہمارے بیٹھے ہوئے ہیں وہ تو اپنی نشاندہی کر لیتے ہیں مگر جو نسٹر کٹر ہیں کیا وہ صحیح میٹریل استعمال کرتے ہیں۔ ایک نسٹر کٹر جو best سے best سے سینٹ، بھری بلیک ٹاپ روڈ کیلئے جو ڈامبر استعمال ہوتا ہے best سے best کو الٹی وہ استعمال کریں باہر سے مشینری لاتے ہیں خرچ کرتے ہیں۔ اور ایک طرف آپ دیکھیں اسی روڈ پر جا کر وہ بڑی کمپنی کام کر رہی ہے ایک چھوٹی سی روڈ پر آدمی بالائی میں ڈامبر ڈالے ہوئے اسکو اسپرے کر رہا ہے۔ Just to make it a black top road? کیا آسمیں اور اسکے معیار میں خرچ جو د کرتے ہیں فرق نہیں ہے؟ ہم جو بیٹھے ہیں یہاں ہم نشاندہی تو کر سکتے ہیں this C & W کو وہ کس نسٹر کٹر کو یا کس نسٹر کشن کمپنی کو وہاں کاٹھیکد دیدیتا ہے۔ جناب سپیکر! ہر چیز پر ترقی اُس وقت ہوتی ہے جب اس پر تعمیری تقید ہوتی ہے۔ کسی کی ذات پر میں یہ دوبارہ پھر کہو گی ہم یہاں کے اہل نہیں ہیں کہ کسی کی ذات پر تقید کریں یہ عوام کا بجٹ ہے عوام کے پیسے ہیں اگر ہم بولتے ہیں تو ضرور، میری آپکے توسط سے یہ request ہو گی کہ ہر ڈیپارٹمنٹ کے لئے ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں اسی اسمبلی کے تین ممبرز ڈال دیئے جائیں۔ ہر ایک اپنے ڈیپارٹمنٹ کی نشاندہی کرے اور اسکے فنڈ زد کیجئے تب ہی جا کے ہمارا صوبہ اس بھرمان سے نکل سکے گا جناب سپیکر! اگر ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ ہی نہیں ہے اگر ہم ایک دوسرے سے پوچھ چکھ نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر کچھ پوچھیں تو ڈرستے ہیں کہ منشیٰ صاحب رہا میں گے۔ یہ رہا منے کے نہیں ہیں ہم ان کے پرنسپل اکاؤنٹس تو نہیں پوچھ رہے ہیں۔ ہم عوام کی نشاندہی پر جو تعمیری کام ہیں انکے بارے میں پوچھیں گے تو یہ ہمارا فرض بتا ہے کہ ہم پوچھیں اور یہ فورم ہمارا ہے اور ہم پوچھیں گے کہ ہماری محنت، ہماری چیف منٹری محنت ضائع نہ جائے۔ اور اس حکومت کو کوئی برانہ کہے کہ یہ پوچھن گورنمنٹ نے، جس طرح سے عمران خان صاحب نے جو کہ آج تحریک انصاف کی ایک سیٹ بھی نہیں ہے، وہ بلوچستان کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ اور ایسی تنظیمیں، سو شل و لیفیر منشیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں انکے فنڈ زمیں بھی اضافہ کیا جائے۔ کیونکہ انکا فنڈ خواتین سے وابسط ہے۔ ان کی ترقی سے وابسط ہے۔ جناب سپیکر! انکا فنڈ سو شل و لیفیر میں خواتین کو، خواتین کی بہبود کیلئے، خواتین کی ترقی کیلئے، آج پاکستان کی آدمی سے زیادہ جو پوچھن ہے وہ عورتیں ہے۔ اور خواتین اچھی طرح جانتی ہیں، وہ زیادہ articulate ہیں۔ honest focused ہیں۔ ہیں ایماندار ہیں hardworking ہیں اور وہ زیادہ اچھی طرح جانتی ہیں کہ کام کہاں ہوں۔ اگر انکے شعبے میں فنڈ زہوں تو تبا

ہی وہ کام کر سکتیں گی۔ جناب سپیکر! ایک بار پھر اس بجٹ کی تقریر کے توسط سے میں آپ کو پھر سے remind کرنا چاہتی ہوں کہ وہ تمام این جی اوز انسنٹ لئے ہم قرارداد لے سکتے ہیں اور آپ کے توسط سے اسی اسمبلی میں پاس کریں گے کہ انکی رجسٹریشن بند کرائی جائے اور مرکز جو بے حس و ہاں بھیجتا ہے ایسی ایسی این جی اوز جو ہماری یہاں کی سوسائٹی کو، ہمارے کلچر کو، ہمارے ٹرانسپورٹ کلچر کو پامال کر رہی ہیں۔ ہماری بچیوں کو باہر لیج� رہی ہیں۔ ہمارے لوگوں کو باہر لیجرا رہی ہیں۔ ہمارے کلچر کو exploit کر رہی ہیں۔ ان این جی اوز کو جو مرکز سے آتی ہیں انکو بھی پابند کیا جائے جب تک یہاں کی حکومت، یہاں کا سوشل ولیفیر ڈیپارٹمنٹ انکو اجازت نہیں دیتا وہ بلوچستان کے اندر نہیں جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہو گیا ہو گیا۔ آغا عرفان صاحب! آپ بولیں۔

محترمہ روپیہ عرفان: جناب سپیکر! ابھی تک میری speech مکمل نہیں ہے۔ I just reached to social welfare .

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کی آغا صاحب پورا کرے گا۔

محترمہ روپیہ عرفان: جناب سپیکر! investment یعنی کہ چیف منسٹر صاحب اور وزیر خزانہ صاحب نے اسکی مدد میں کافی پیسے رکھے ہیں۔ یہ ایک بہت اچھا اقدام ہے بہت اچھی سوچ ہے ان کا vision بلوچستان کے عوام کے لیے بہت اچھا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکا جدول ہے بلوچستان کے عوام کے لیے ہے اور انکی جو سوچ ہے ایک اچھی سوچ ہے بلوچستان کے عوام کی ترقی کے لیے۔ جناب سپیکر! ہمیشہ سے پرائیویٹ سیکٹر کمپنیز حکومتی، جب آپ پرائیویٹ سیکٹر کو، بڑی بڑی ملزکو، انڈسٹریز کو nationalize کر دیتے ہیں، میں خود ہی ایک industrialist ہوں۔ جب ایسی بڑی کمپنیز گورنمنٹ کے ہاتھوں آجاتی ہیں وہ پھر ترقی نہیں کرتی ہیں وہ بند ہو جاتی ہیں یا انکا لائچ عمل صحیح نہیں ہوتا۔ جس طرح سے ہر نائی و لوں ملز ہے وہ بند پڑی ہوئی ہے۔ بلوچستان میں ایسی کئی ملیں اور انڈسٹریز ہیں میں انکی نشاندہی کر سکتی ہوں ایسی مانز جو پہلے چل رہی تھیں 40-30 سال پہلے جب ان کو nationalize کر دیا گیا وہ بیٹھ گئیں بند ہو گئیں۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلیٰ صاحب سے request کروں گی وزیر خزانہ صاحب کو آپ کے توسط سے اور اس ایوان کے توسط سے کہ اگر معدنی کمپنیز ہوں جو پرائیویٹ ہیں ان کو ساتھ لے کر چلیں اور کیونکہ بلوچستان میں مائینگ کا جو شعبہ ہے جناب سپیکر! کہتے ہیں کہ وہ بلوچستان کا دل ہے اسکی معدنیات ہیں۔ بلوچستان کا ہر پتھر اٹھاؤ اسکے نیچے سے سونا ملے گا۔ مگر جو سنہار ہے اس کو چمکانے میں پھر باقی اس کی وہ شاہین نکال سکتا ہے یا نہیں ہیرے کی پیچان جو ہری

جانتا ہے جیور جانتا ہے۔ مگر وہ جیول جسے ہیرے میں یا زر کوں میں فرق نہیں آتا ہو تو وہ ما نینگ کی کیا پہچان جانے گا یا ما نینگ کو کیا سمجھے گا۔ جناب پیکر! ما نینگ کی مد میں آج بلوچستان پوری دنیا میں ایک ایسا صوبہ ہے اس خطے کی اس جگہ پر دنیا کا ہر پتھر موجود ہے۔ مگر اسکے لیے ہم نے کیا اقدامات کیے ہیں؟ ما نینگ کی اس مد میں اس پر ہمیں ٹیکس فری ہونا چاہیے بلوچستان کا ہر آدمی اس سے وابستہ ہے اس کو ٹیکس فری سہولت دی جائے تاکہ وہ ایسی جدید قسم کی مشینیں یہاں لائیں جس سے بلوچستان کے عوام کو فائدہ ملے۔ بلوچستان کو بھی فائدہ ملے اور پاکستان کو بھی۔ یہاں ایسی روڈز کی نشاندہی ہو جہاں تک پہنچ نہیں ہے جناب پیکر! وہاں سے کیسے ہم معدنیات لاسکتے ہیں؟ جناب پیکر! ما نینگ میں ایسی بہت ساری چیزیں ہیں جن کو ہم نے نظر انداز کیا ہے انکو ضرور دیکھا جائے اور ان پر توجہ دی جائے۔ اور ایک بار پھر چیف منٹر صاحب اس revised کو دیکھیں کہ آئیں کس فنڈ اور کہا پر ضرورت ہے۔ پی ایچ ای صاف پینے کا پانی۔ جناب پیکر! یہ عوام کی ضرورت ہے۔ آج کوئی شہر میں پانی کی جو تکالیف ہیں، پینے کے پانی کو لوگ ترستے ہیں۔ دیہی علاقوں میں آپ کو پڑتے ہے جناب پیکر! آپ کے علاقے میں لوگ 25 میل دُور سے جا کر پانی لاتے ہیں۔ ایک ماں اپنے چھوٹے بچے کو روتے ہوئے چھوڑ کر پانی لانے چلی جاتی ہے مگر پانی اُسے نہیں ملتا۔ جناب پیکر! To ignore such a good department یہ ہمارے لیے، اس ڈیپارٹمنٹ کے لیے حق تلقی ہوگی۔ اور اس ڈیپارٹمنٹ میں جو ڈیزیز ہیں انکی نشاندہی۔ جناب پیکر! ہمیں زیادہ سے زیادہ ڈیزیز بنانے چاہیں یہ reservoirs کو preserve کریں۔ کتنے لاکھوں کیوسک پانی ضائع ہو جاتا ہے۔ آئندہ جو کہتے ہیں، ایک بچے نے، بہت اچھی کہاوت ہے کہ آئندہ جو جنگیں ہوں گی تو واقعی جناب پیکر! انہوں نے تھی کہا۔ آج جو پانی کی قلت ہے۔ آج جو گلی یا محلوں میں خواتین کی جو جنگ ہو رہی ہے واقعی وہ پانی کے اوپر ہو رہی ہے۔ اسکے لیے چھوٹے بڑے ڈیزیز یہ تمام ہمیں ملک رائکے بارے میں سوچنا چاہیے۔ صوبے کے لوگوں کو سوچنا چاہیے۔ کہ کہاں پر اور کس جگہ پر اسکی ضرورت ہے۔ مگر implementation ہونی چاہیے۔ جناب پیکر! اسکے لیے بھی اگر کروڑوں روپے مختص کیے جائیں مگر وہاں کام نہ ہوں، ڈیم complete نہ ہوں۔ ہمیں چاہیے، اگر ایک ہسپتال کے لیے پیسے دیئے ہیں وہ ہسپتال complete ہوتا کہ پھر ہم دوسرے ہسپتال کے لیے دیں۔ ہم تو نشاندہی کر لیتے ہیں مگر جو پرانی on going scheme ہیں جناب پیکر! اُنکے بارے میں تو یہاں کوئی ذکر نہیں ہے۔ 8 ارب روپے یہاں reflect ہوئے ہیں۔ مگر کہ اسکیموں کے اوپر Which on going schemes? ہے؟ اسکے لیے جو لکھی ہوئی ہیں وہ reflected on going schemes کے وہاں I feel to understand ہے۔

ہی نہیں ہیں کہ یہ کن on going schemes کی ہم بات کر رہے ہیں؟ کم از کم وہاں لکھا جائے کہ کونے ڈسٹرکٹ میں جو going scheme on going scheme ہیں، اُن پر یہ 8 ارب روپے خرچ ہوں گے۔ جناب سپیکر! بیروزگاری کے لیے، معاشرے کا اچھا پہلو اور بُرا پہلو اُسکے عوام سے دیکھا جاتا ہے کہ اُنکے عوام کتنے خود کفیل ہیں۔ وہاں کی اکانومی کیسی ہے۔ صوبے کی اکانومی سے صوبے کی پہچان ہوتی ہے۔ عوام کو ریلیف ملا، عوام کی نوکری سے پہچان ہوتی ہے کہ صوبے نے عوام کو نوکریوں پر کھپایا یا نہیں۔ جناب سپیکر! یہ بہت ہی اچھا اقدام ہے جو دس پندرہ ہزار نوکریاں بلوجتان کے لیے مختص کی گئی ہیں۔ مگر میں پھر بھی سمجھتی ہوں کہ یہ ناکافی ہیں۔ یہ نوکریاں پیور و کریٹیں کے ذریعے نہیں یہ عوام کے نمائندوں کے توسط سے دی جائیں۔ اور جناب سپیکر! خاص طور پر آپکے توسط سے میں چیف منسٹر کی توجہ اس طرف دلانا چاہتی ہوں کہ خواتین جو ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ کیا ہم عوام کے نمائندے نہیں ہیں؟ کیا ہمارے لوگ وہاں نہیں ہیں؟ کیا انہیں نوکری کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں کسی ڈیپارٹمنٹ میں بھی کوئی نہیں دیا جاتا۔ چاہے سی اینڈ ڈبلیو ہو، چاہے ایجوکیشن ہو، چاہے صحت ہو۔ ہمیں بالکل ہی نظر انداز کیا گیا ہے۔ LHVs جناب سپیکر! LHVs لیڈی ہیلائلور کرز تو خواتین ہیں انکو تو خواتین کے حوالے کیا جائے۔ ہمیں خواتین کو تو کم از کم کوئی دیا جائے۔ اور چیف منسٹر سے میں یہ کہوں گی کہ آپ اپنے ہر آزمابیل منسٹر سے کہیں کہ خواتین کا please اسیں خیال رکھا جائے۔ اور خواتین کو ہر شعبے میں جناب سپیکر! ہم آپکی اس اسمبلی کے ساتھ سترہ فیصد ہیں۔ ہم 12 خواتین یہاں بیٹھی ہوئی ہیں We are seventeen and half percent. ایک اچھی خاضی تعداد ہے جناب سپیکر! اگر ہم ایک unity، اپنی پارٹی تو ہم نہیں بناسکتے کہ خواتین کی پارٹی۔ ہر ایک پارٹی سے ہمارا تعلق ہے۔ مگر جہاں عورتوں کی بات آتی ہے ایک خواتین کی بات آتی ہے ہم ایک ہیں۔ اس پر انکو حق دینا چاہے ہر مجبر کو انکا کوئی دینا چاہیے۔ چاہے وہ اس اسمبلی کی بھی جو jobs ہیں اُن میں بھی۔ جناب سپیکر! women development کے لیے دو کروڑ روپے بالکل ہی ناکافی ہے، جس طرح میں پہلے کہہ چکی ہوں اگر خواتین کی ترقی، اگر عوام کو ترقی چاہیے تو ان چار پہیوں کی طرح اُسے برابر کیا جائے جس طرح گاڑی چلتی ہے۔ اسی طرح خواتین کو بھی شامل کیا جائے۔ اور جناب سپیکر! ایک بہت بڑا الیہ ہے جس طرح صحت کو نوازا گیا ہے جس طرح دوسرا ڈیپارٹمنٹ کو نوازا گیا ہے۔ مگر جناب سپیکر! اسپورٹس ڈیپارٹمنٹ جو ایک اچھا خاصاً ڈیپارٹمنٹ ہے جو عوام کی صحت کے لیے ایک بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس ڈیپارٹمنٹ میں صرف اور صرف جو اسٹیڈی میز کی renovation کے لیے پیسے رکھے گئے ہیں مگر To develop sports in the province. اسپورٹس کی

ڈوپنٹ کے لیے اسمیں کوئی فنڈ نہیں ہیں۔ تو اس پر بھی، ہمیں دیکھنا چاہیے جس طرح میں نے پہلے کہا اور یہ بہت ہی ایک اہم شعبہ ہے۔ جناب سپیکر! بظاہر تو آغازِ حقوق بلوجستان۔ ہمارے چیف منٹر کی انتخک محنت، وزیرِ خزانہ کی محنت اور تمام وزراء کا اسلام آباد جانا اور آنا اور اس پیشج کے لیے بات کرنا اس پر عملدرآمد ہونا اسکے فنڈ رہ آنا جناب سپیکر! آپ کے توسط سے یہ ایک ایسا فورم ہے جب ہم سب ساتھ بیٹھے ہیں پارٹی، رنگ و نسل اور جنڑوں سے بالاتر ہو کر ہم بلوجستان کے عوام کے لیے اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آغازِ حقوق بلوجستان کے لیے implementation کی بہت ضرورت ہے۔ جو وزیر اعلیٰ صاحب بار بار مرکز سے کہہ چکے ہیں۔ اور مرکز کے وعدے بالکل ہمیں یاد ہیں۔ جو کہہ بھی رہے ہیں اور دے بھی رہے ہیں جن کا آغاز ہو چکا ہے کچھ اسمیوں کا۔ اور جناب سپیکر! اس پر عملدرآمد بہت ضروری ہے کہ اس صوبے کو اس غریب صوبے کو، اس عوام کے لئے واقعی، 62 سال کے بعد اگر ہم پچھے ٹرکر دیکھیں تو ہم نے انکے لیے کچھ نہیں کیا ہے۔ انکا حق بتا ہے انکی ضرورت ہے اور تاریخ ہمیں اس جگہ پر لا کھڑا کر دیتی ہے یہاں یہ تاریخ لکھی جائے گی کہ اس حکومت میں جو ایک ڈیکریٹ حکومت کھلائی جاتی ہے۔ ایک coalition government جو سب آج ہم ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم نے یا اس حکومت نے کیا کیا؟ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں، آپ کے توسط سے اس august House، وزیر اعلیٰ صاحب، وزیرِ خزانہ صاحب کی انتخک محتتوں سے جو یہ بجٹ بنایے ہے I am very grateful کہ آپ نے میری باتیں سنیں، یہ ناکافی ہے کم ہیں، مگر میں سمجھتی ہوں میں اپنے دوسرے ممبران کو بھی وقت دوں اور میں ایک بار پھر گورنمنٹ آف بلوجستان کو مبارکباد دیتی ہوں کہ وہ دوبارہ یہ revised budget پر نظر ثانی ضرور کریں۔ شکریہ۔ (ڈیکریٹ بجائے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 25 جون 2010ء بوقت 5 بجے شام تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس دوپہر 2 بجکر 45 منٹ پر انتمام پذیر ہوا)

